هفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۱ مارچ ۱۹۶۰ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور

ہدیہ چار آنے



جناب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل ساغر دہ چھاؤنی

الٰہی پھر مسلمانوں میں پیدا کر وہ بیداری
نگوں ہوں سامنے ان کے جہاں کی قوتیں ساری

گرج شیروں کی بجلی کی چمک ان کو عطا کر دے
لرز اٹھے جہاں کا ذرہ ذرہ ان کی ہیبت سے

عطا کر ان کو توفیقِ عمل اور ذوقِ جاں بازی
مٹا کر اختلاف ان کے بنا ہر فرد کو غازی!

تیرے بندے ہیں. تو ان کا جہاں میں بول بالا کر
طفیل احمدِ مرسل انہیں ارفع و اعلیٰ کر!

عطا کر پھر انہیں خو خصلت اُن صحرا نشینوں کی
جنہوں نے چپہ چپہ جہاں پر کی شہنشاہی

دل ان کے شمعِ حریت کی ضو سے روشن ہو جائیں
اخوت کے باہم اک دوسرے پر پھول برسائیں

شکیب و صبر دے اور اک دے مہر و محبت دے
انہیں علم و عمل تنظیم یک جہتی کی جرأت دے

دلوں سے ان کے کر دے دُور عناد و بغض اور کینہ
مثالِ آئینہ شفاف ہو ہر ایک کا سینہ

پرو دے ان کو تارِ رشتۂ ایثار و اُلفت میں
اضافہ کر دے اُن کی شان و شوکت اور سطوت میں



جناب اکرم شاد احمد پور شرقیہ

اے گردشِ دوراں میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں
مسموم زمانے کی فضا دیکھ رہا ہوں

غیروں کی محبت تو الگ چیز ہے اب تو
خود بھائی کو بھائی سے جُدا دیکھ رہا ہوں

جس دَور سے دل ملتے ہیں الحاد کے اب تک
اُس دَور کا بھی نام مٹا دیکھ رہا ہوں!

مُسلم وہ جو چھا جاتا تھا اعداء کی صفوں پر
اب اُس کو بھی مشکل میں گھرا دیکھ رہا ہوں

مغرب ہی کی تہذیب کا دلدادہ ہے مُسلم
افسوس! زمانے میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں

اُلٹی ہی نظر آتی ہے ہر بات جہاں میں
انجام بھلائی کا بُرا دیکھ رہا ہوں!

القصہ زمانے میں محبانِ نبیؐ پر!
اے شاد بہت جور و جفا دیکھ رہا ہوں

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مورخہ ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۶۰ء | شمارہ ۱۲

قابلِ تقلید مثال

کوئٹہ کے ڈویژنل حکام نے ایک پریس نوٹ میں عوام کو ہدایت کی ہے کہ رمضان المبارک کے احترام کے پیشِ نظر وہ ہوٹلوں۔ ریستورانوں۔ بیکریوں اور نان بائیوں کی دکانوں میں کھلے بندوں کھانے پینے سے باز رہیں۔ اس کے علاوہ وہ سحری سے لے کر روزہ افطار ہونے تک لاوڈ سپیکروں پر گراموفون ریکارڈ نہ بجائیں۔ اس دوران میں ریڈیو سیٹ بجانے سے بھی عوام کو منع کیا گیا ہے۔ ان احکامات کی خلاف ورزی کرنے والے افراد کے لائیسنس ضبط کیئے جا سکیں گے۔

خدا جانے کوئٹہ ڈویژن کے عوام نے ان احکامات کا کس طرح استقبال کیا۔ ان کی پیروی کر کے اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کی کوشش کی۔ یا ان کی خلاف ورزی کر کے اپنی دنیا اور آخرت کو برباد کر لیا مسلمانوں کو فطرتاً رمضان المبارک کا احترام کرنا چاہیئے۔ ان کو اس قسم کے احکامات کی ضرورت نہیں۔ ہمیں یہ بھی علم نہیں کہ کوئٹہ کے ڈویژنل حکام نے ان احکامات پر عمل کرانے کے لیئے کیا اقدامات کیئے۔ تاہم پاکستان کی بارہ سالہ تاریخ میں پہلی بار کوئٹہ ہی کے حکام کو اللہ تعالےٰ نے یہ سعادت نصیب فرمائی کہ انہوں نے رمضان المبارک کے احترام کے سلسلہ میں رسمی اپیل جاری کرنے پر ہی اکتفا نہیں کی۔ بلکہ ایک قدم آگے بڑھایا۔ ہم اس کے لیئے ان کو مبارکباد کا مستحق سمجھتے ہیں۔ عوام سے ہماری درخواست ہے کہ وہ ان احکامات کا دل سے خیر مقدم کریں اور ان پر خوشی سے عمل پیرا ہو کر اپنی اسلام دوستی کا ثبوت پیش کریں۔

کوئٹہ کے حکام نے جو مثال پیش کی ہے سارے پاکستان کے ڈویژنل حکام کو فوراً اس کی تقلید کرنی چاہیئے۔ رسمی اپیل جاری کرنے سے رمضان المبارک کا احترام نہ اب تک ہوا ہے اور نہ آئندہ ہوگا۔ اگر حکام واقعی رمضان المبارک کا احترام کرانا چاہتے ہیں تو ان کو اس سلسلہ میں مزید اقدامات کرنے چاہئیں۔ لاہور میں خورد و نوش کی دکانیں دن بھر کھلی رہتی ہیں اور مسلمان زادے کھلے بندوں کھانے پینے کی چیزیں استعمال کر رہے ہیں۔ یہ صورتِ حال ایک اسلامی ملک کے ہرگز شایانِ شان نہیں۔ اس کو جتنی جلدی بدلا جائے اتنا ہی عوام اور حکام کے لیئے فائدہ مند ہے۔

ہولناک زلزلہ

مراکش شمالی افریقہ کا ایک اسلامی ملک ہے اس کے ایک ساحلی شہر آغادیر میں یکم مارچ سنہ ۱۹۶۰ء کی رات کو جو ہولناک زلزلہ آیا۔ اس نے اس شہر کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا ہے۔ بڑی بڑی عمارتیں زمیں بوس ہو گئی ہیں۔ "تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں کہ اس شہر کی پچاس ہزار آبادی میں سے نو اور دس ہزار کے درمیان افراد ہلاک ہو چکے ہیں اور کئی ہزار مجروح ہوئے ہیں۔ ہلاک اور زخمی ہونے والوں میں غالب اکثریت مسلمانوں کی بتلائی جاتی ہے۔ اس قیامت خیز زلزلہ میں ہلاک ہونے والے مسلمانوں کے لیئے ہم بارگاہ رب العزت میں دعا گو ہیں کہ وہ ان کی قبروں کو بہشت کے باغوں میں سے باغ بنائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

آغادیر کے زخمیوں اور بے خانماں افراد کے ساتھ ہمیں دلی ہمدردی ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ ہماری حکومت نے انکی امداد کے لیئے تین ہزار پونڈ دینا منظور کیا ہے۔ دوسری حکومتوں اور اداروں کی طرف سے بھی ان کو مناسب امداد پہنچائی جا رہی ہے۔ ان کو خوراک ادویہ۔ کپڑوں کے علاوہ سر چھپانے کے لیئے مکانات کی بھی ضرورت ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ دنیا کے تمام ممالک آغادیر کے ان تباہ حال باشندوں کی امداد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے۔ ان کی اس امداد سے آغادیر کے باشندوں کی تمام مشکلات حل ہو جائیں گی اور وہ جلد ہی از سرِ نو اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں گے۔ اس موقعہ پر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آغادیر اور باقی دنیا کے باشندوں کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اس ہولناک زلزلہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ انسان کی دنیوی زندگی پانی کے بلبلہ کی طرح ناپائیدار ہے۔ اس میں منہمک ہو کر آخرت کو فراموش کر دینا عقلمندی نہیں۔ عقلمندی کا تقاضا یہ ہے۔ کہ اس زندگی میں آخرت کے لیئے سرمایہ سعادت جمع کیا جائے۔ تاکہ مرنے کے فوراً بعد قبر بہشت کے باغوں میں سے باغ بن جائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

آپ بیتی

ہماری ہمیشہ سے یہی کوشش رہی ہے کہ نہ ادارہ کو مالی نقصان برداشت کرنا پڑے۔ اور نہ خریداران حضرات ہماری وجہ سے اس دینی جریدہ کے مطالعہ سے محروم رہیں۔ اس لیئے ہم چندہ ختم ہونے سے دو تین ہفتہ پہلے سرخ نشان لگانا شروع کرتے ہیں۔ اس کے بعد چھپے ہوئے کارڈ کے ذریعہ چندہ ختم ہونیکی اطلاع ہر ششماہی اور سالانہ خریدار کو دیتے ہیں۔ سہ ماہی یا اس سے کم مدت کے خریداروں کو صرف سرخ نشان کے ذریعہ اطلاع دی جاتی ہے۔ اگر وہ مزید چندہ بھجوا دیں تو فبہا۔ ورنہ ان کا پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ الحمد للہ کہ اکثر حضرات کارڈ پہنچنے پر یا تو چندہ بھجوا دیتے ہیں۔ یا پرچہ بند کرنے کی اطلاع دے دیتے ہیں۔ لیکن بعض حضرات چُپ سادھ کر ہمیں دوگونہ رنج و ملال میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ اگر ہم پرچہ بند کرتے ہیں تو اس کے مطالعہ سے ان کو جو روحانی فائدہ ہو رہا تھا۔ اس سے محرومی کے تصور ہی سے دل لرز جاتا ہے۔ ہمیں ڈر لگتا ہے کہ کہیں اس کے متعلق قیامت کے دن ہم سے باز پُرس نہ کی جائے۔ اگر پرچہ

باقی بر صفحہ ۶

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۵ ر رمضان المبارک سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۴ر مارچ سنہ ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

نزول قرآن مجید کے مقاصد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا قرآن مجید پر ایمان لانا اور کفار کا قرآن مجید سننے سے انکار اور اس کا نتیجہ

ع ۱

(الٓرٰ قف کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۵ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ۰ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۙ۰) سورۃ ابراہیم ع ۱ پ ۱۳ - ترجمہ - یہ ایک کتاب ہے ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے تاکہ تو لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف غالب تعریف کئے ہوئے کے راستہ کی طرف نکالے (یعنی اللہ) جس کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے - اور کافروں پر افسوس کہ انہیں سخت عذاب ہونا ہے -

حاصل

یہ ہے کہ آپ قرآن مجید کے ذریعہ سے مشرکوں کو توحید خداوندی کی طرف بلائیں اور کافروں کو ایمان کی دعوت دیں اور مسلمان بے نمازوں کو نماز کی دعوت دیں اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کو مال کی زکوٰۃ پر آمادہ کریں - کہ زکوٰۃ ادا نہیں کروگے تو یہ سزا ملے گی اور باوجود استطاعت کے حج نہیں کروگے تو یہ سزا ملے گی - علیٰ ہذا القیاس آپ ان مجرم انسانوں کو ڈرا کر گناہوں کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لائیں گے - تاکہ قیامت کے دن ان جرموں کی سزاؤں سے لاعلمی کا عذر پیش نہ کرسکیں اور سیدھے راستہ پر آجائیں -

ع ۲

(وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۰ط نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۙ۰ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۙ۰) سورۃ الشعراء ع ۱۱ پ ۱۹ - ترجمہ اور یہ قرآن رب العالمین کا اُتارا ہوا ہے - اسے امانتدار فرشتہ لے کر آیا ہے - تیرے دل پر تاکہ تو ڈرانے والوں میں سے ہو ؛

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ربوبیّت کا تقاضا یہ تھا کہ تمہاری تربیت کرے اور تمہیں تمہارے فرائض سمجھائے اور جن چیزوں سے تمہیں بچنا چاہیئے - وہ سمجھائے - تاکہ تم صحیح معنی میں انسان بن جاؤ - اور یہی رب العالمین کی ربوبیت کا تقاضا تھا -

ع ۳

(تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۰) سورۃ الفرقان ع ۱ - پ ۱۸ - ترجمہ - وہ بڑی برکت والا ہے - جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا - تاکہ تمام جہان کے لئے ڈرانے والا ہو -

حاصل

یہ ہے کہ قرآن مجید لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرانے والا ہے کہ یہ گناہ کروگے تو یہ سزا ملے گی - تاکہ لوگ اس سزا کے خوف سے گناہوں سے بچیں -

ع ۴

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۰ سکتۃ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۰ مّٰكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۰ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۰ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ط كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ط اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۰) سورہ الکہف ع ۱ پ ۱۵ - ترجمہ - سب تعریف اللہ کے لئے ہے - جس نے اپنے بندہ پر کتاب اُتاری اور اس میں ذرا بھی کجی نہیں رکھی ٹھیک اُتاری - تاکہ اس سخت عذاب سے ڈراوے جو اس کے ہاں ہے اور ایمانداروں کو خوشخبری دے جو اچھے کام کرتے ہیں کہ ان کیلئے اچھا بدلہ ہے - جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے - اور انہیں بھی ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ان کے باپ دادا کے پاس تھی - کیسی سخت بات ہے جو ان کے زبانوں سے نکلتی ہے - وہ لوگ بالکل جھوٹ کہتے ہیں -

ع ۵

(وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ) سورۃ بنی اسرائیل ع ۹ - پ ۱۵ - ترجمہ - اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمانداروں کے حق میں شفا اور رحمت ہیں -

حاصل

یہ ہے کہ ایماندار قرآن مجید کی برکت سے شفا پائیں گے - یعنی روحانی امراض سے مثلاً شرک اور کفر اور نفاق سے اور ایمانداروں کے حق میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کھینچ کر لائے گا -

ع ۶

(وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۰ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ط اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۰ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۰) سورہ بنی اسرائیل ع ۱۰ پ ۱۵ ترجمہ - اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ ہم نے تیری طرف وحی کی ہے - اسے اُٹھالیں

پھر مجھے اس کے لئے ہمارے مقابلہ میں کوئی حمایتی نہ ملے مگر یہ صرف تیرے رب کی رحمت ہے۔ بے شک مجھ پر اس کی بڑی عنایت ہے۔ کہہ دو اگر سب آدمی اور سب جن مل کر بھی ایسا قرآن لانا چاہیں تو ایسا نہیں لا سکتے۔ اگرچہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا مددگار کیوں نہ ہو۔

ع۷

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝) سورۃ الحجر ع۱ پ۱۴ ترجمہ۔ یہ آئتیں کتاب کی ہیں اور قرآن واضح کی۔ کافر بڑی حسرت کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہو جاتے۔

حاصل

یہ ہے کہ جو لوگ قرآن مجید پر ایمان نہیں لاتے۔ وہ آئندہ حسرت کھائیں گے۔ کہ کاش کہ قرآن مجید پر ایمان لے آتے تو بہتر ہوتا۔

ع۸

الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ۭ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ سورۃ الرعد ع۱ پ۱۳۔ ترجمہ۔ یہ کتاب کی آئتیں ہیں اور جو کچھ تجھ پر تیرے رب سے اترا سو حق ہے اور لیکن اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے۔

حاصل

کہ قرآن مجید تو واقعی اللہ تعالےٰ کا نازل کیا ہوا ہے۔ لیکن اکثر آدمی اسے نہیں مانتے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

ع۹

طٰهٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝) سورۃ طٰہٰ ع۱ پ۱۶ ترجمہ۔ ہم نے تجھ پر قرآن اسلیئے نازل نہیں کیا کہ تم تکلیف اٹھاؤ۔ بلکہ اس شخص کے لئے نصیحت ہے جو ڈرتا ہے۔ فقط

حاصل

یہ ہے کہ قرآن مجید اس شخص کیلئے نصیحت ہے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

ع۱۰

(لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝) سورۃ الانبیاء ع۱ پ۱۷۔ ترجمہ۔ البتہ تحقیق ہم نے تمہارے پاس ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمہارے لئے نصیحت ہے کیا پس تم نہیں سمجھتے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تمہاری خیر خواہی کے سبب سے یہ قرآن مجید نازل فرمایا ہے۔ تاکہ تمہیں اپنی بد اعمالیوں پر گرفت سے پہلے اطلاع ہو جائے اور بد اعمالیوں کے نتائج سن کر تم اپنی اصلاح کر لو۔

ع۱۱

طٰسۗ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝) سورۃ النمل ع۱ پ۱۹۔ ترجمہ یہ آئتیں قرآن اور کتاب روشن کی ہیں۔ ایمانداروں کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہے اور وہ لوگ جو نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

ع۱۲

الٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ عَلٰي هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ سورۃ لقمان ع۱ پ۲۱ ترجمہ یہ آئتیں حکمت والی کتاب کی ہیں جو نیک بختوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ نجات پانیوالے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ عذاب الٰہی سے نجات پانے والے ہیں۔

ع۱۳

(الٓمّٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝) سورۃ السجدہ ع۱ پ۲۱۔ ترجمہ۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ کتاب جہان کے پالنے والے کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

حاصل

ربوبیۃ الٰہی کا تقاضا یہ تھا کہ انسانوں کی راہ نمائی کی جائے۔ تاکہ یہ گمراہ ہو کر دنیا سے نہ لوٹیں اور اپنی عاقبت شیطان کے گمراہ کرنے کی وجہ سے خراب نہ کر بیٹھیں۔

ع۱۴

(حٰمۗ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝) سورۃ المومن ع۱ پ۲۴۔ ترجمہ۔ یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو غالب ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا سخت عذاب دینے والا قدرت والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ گناہ بخشنے پر قادر اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اور مخالفین قرآن کو سخت عذاب دینے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا قرآن مجید پر ایمان لانا

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ڭ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَي الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۪ وَاغْفِرْ لَنَا ۪ وَارْحَمْنَا ۪ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝) سورۃ البقرہ رکوع ۴۰ پ ترجمہ

رسول نے مان لیا جو کچھ اس پر اس کے رب کی طرف سے اترا ہے اور مسلمانوں نے بھی مان لیا سب نے اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو مان لیا ہے کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور مان لیا۔ اے ہمارے رب تیری بخشش چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ کسی کو اس کی طاقت کے سوا تکلیف نہیں دیتا۔ نیکی کا فائدہ بھی اسی کو ہوگا اور برائی کی زد بھی اسی پر پڑے گی۔ اے رب ہمارے اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کریں تو ہمیں نہ پکڑ۔ اے رب ہمارے اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر رکھا تھا۔ اے رب ہمارے اور ہم سے وہ بوجھ نہ اٹھوا۔ جس کی ہمیں طاقت نہیں اور ہمیں معاف کر دے اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر تو ہی ہمارا کارساز ہے۔ کافروں کے مقابلہ میں تو ہماری مدد کر۔

کفار کا قرآن مجید سننے سے انکار اور اس کا نتیجہ

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ۭ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۝) سورہ حٰم السجدہ ع ۴ - پ ۲۴ - ترجمہ اور کافروں نے کہا کہ تم اس قرآن کو نہ سنو اور اس میں غل مچاؤ۔ تاکہ تم غالب ہو جاؤ۔ پس ہم ضرور کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ اور ہم انہیں ان کے بدترین اعمال کا بدلہ دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے اللہ کے دشمنوں کی یہی سزا آگ ہی ہے ان کے لئے اس میں ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔ اس کا بدلہ جو ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے اور کافر کہیں گے ہمیں وہ لوگ دکھا۔ جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا۔ جنوں اور انسانوں میں سے ہم انہیں اپنے قدموں کے نیچے ڈال دیں تاکہ وہ بہت ہی ذلیل ہوں۔

۲

اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝) سورہ حٰم السجدہ ع ۵ - پ ۲۴ - ترجمہ - بے شک جو لوگ ہماری آیتوں میں کجروی کرتے ہیں وہ ہم سے چھپے نہیں رہتے۔ کیا وہ شخص جو آگ میں ڈالا جائے گا بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن سے آئیگا جو چاہو کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو۔ وہ دیکھ رہا ہے۔

حاصل

جو لوگ اللہ تعالےٰ کی آیتوں سے بے راہ روی اختیار کرتے ہیں۔ وہ قیامت کے دن اس بے راہروی کی سزا پائیں گے۔

۳

(اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۙ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝) سورہ حٰم السجدہ ع ۵ پ ۲۴ - ترجمہ - وہ لوگ جنہوں نے نصیحت سے انکار کیا۔ جبکہ وہ ان کے پاس آئی اور تحقیق وہ البتہ عزت والی کتاب ہے۔ جس میں نہ آگے اور نہ پیچھے سے غلطی کا دخل ہے۔ حکمت والے تعریف کئے ہوئے کی طرف سے نازل کی گئی ہے

۴

وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَاۗءَنَا عَلٰٓي اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓي اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَاۗءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝) سورۃ الزخرف ع ۲ پ ۲۵ - ترجمہ - اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کسی گاؤں میں بھی کوئی ڈرانے والا بھیجا تو وہاں کے دولتمندوں نے (یہی) کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم انہیں کے پیرو ہیں۔ رسول نے کہا اگرچہ میں تمہارے پاس اس سے بہتر طریقہ لاؤں۔ جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ انہوں نے کہا جو کچھ تو لایا ہے۔ ہم اس کے منکر ہیں۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ پھر دیکھ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے:-

جاری رکھتے ہیں۔ تو ادارہ کو مالی نقصان ہوتا ہے۔ اس کشمکش و پیچ میں بالآخر یہی فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ آخری پرچہ وی پی کر دیا جائے۔ جن احباب کو وی پی بھیجی جاتی ہے۔ ان میں بعض اس کو واپس کر دیتے ہیں۔ اس سے ادارہ کو مالی نقصان ہی نہیں ہوتا بلکہ ہمارے دل کو بھی ٹھیس لگتی ہے۔ کہ ان اللہ کے بندوں کو نہ جانے پرچہ بند کرنے کی اطلاع دینے میں کونسی بات مانع تھی۔ جو اس طرح خواہ مخواہ ادارہ کو نقصان پہنچایا۔ ان حالات میں ہم اپنے سرپرستوں سے یہ درخواست کریں گے کہ خدا را ذرا سوچیے تو سہی کہ آپ کی خاموشی سے ایک انجمن کو کتنا نقصان ہو رہا ہے۔

مال و دولت

(جناب محمد شفیع عمرالدین صاحب ٹھٹھہ)

(۱)

مال و دولت کے صحیح اور شرعی استعمال سے دُنیا و عقبیٰ سنور سکتی ہے۔ اور اس کے غلط استعمال سے بگڑ بھی سکتی ہے۔

اس لئے

ہر فرد بشر پر لازم ہے کہ اس کے صحیح اور غلط استعمال کو ہر وقت ذہن نشین رکھے۔

(۱) غلط استعمال سے حفاظت

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ○ (النساء آیت ۵ - ع ۱ پ ۴)

ترجمہ :- اور اپنے وہ مال جنہیں اللہ نے تمہاری زندگی کے قیام کا ذریعہ بنایا ہے بے سمجھوں کے حوالے نہ کرو۔ البتہ انہیں ان مالوں سے کھلاتے پہناتے رہو۔ اور انہیں نصیحت کی بات کہتے رہو۔

(از حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی)

حاصل یہ نکلا کہ (۱) مال معیشت اور گزران کا سبب ہے (۲) اسے بے سمجھوں (نابالغ بچوں اور عورتوں جن کو اس کے صحیح مصرف کی تمیز نہیں۔ نابالغ یتیموں، نااہل خادموں) کے حوالے نہ کرو۔ (۳) انہیں کھلاتے پلاتے رہو۔ (۴) یتیم وارث کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر دو۔ کہ مال تو تمہارا ہی ہے۔ ہم تمہاری ہی خاطر اسے احتیاط سے برتتے ہیں۔ تاکہ جب تم بڑے ہو جاؤ تو یہ مال تمہارے کام سنوارے۔

حضرت ابن کثیرؒ فرماتے ہیں :-

"اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ لوگوں کو منع فرماتا ہے کہ کم عقل بے وقوفوں کو مال کے تصرف سے روکیں۔ مال تو اللہ تعالیٰ نے تجارت وغیرہ میں لگا کر انسان کی گزران کا ذریعہ بنایا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ کہ کم عقل لوگوں کو اُن کے مال کے خرچ کرنے سے روک دینا چاہیئے۔ مثلاً نابالغ بچہ ہو۔ پاگل ہو۔ کم عقل بے وقوف ہو۔ اور بے دین ہو۔ بری طرح اپنے مال کو لُٹا رہا ہو۔ اسی طرح ایسا شخص جو بہت قرضدار ہو گیا ہو۔ جسے وہ اپنے سارے مال سے ادا نہیں کر سکتا۔ اگر قرضخواہ حاکم وقت سے درخواست کریں۔ تو حاکم وہ سب مال اس کے قبضے سے لے لے گا۔ اور اسے بے دخل کر دے گا۔"

حدیث - حضرت ابو صالحؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ خوش ہوتا ہے۔ تم سے تین باتوں میں اور ناراض ہوتا ہے۔ تین باتوں پر۔ تین باتیں جن پر خوش ہوتا ہے۔ (یہ ہیں) (۱) اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو (۲) اللہ کی رسی (قرآن) کو پکڑے رہو۔ (۳) اور اپنے حاکم کو نصیحت کرو (یعنی نیک باتیں اسے بتلاؤ۔ اور بری باتوں سے بچاؤ) اور ناراض ہوتا ہے (۱) بہت باتیں کرنے سے (۲) (وَ اِضَاعَةَ الْمَالِ) اور مال تلف کرنے سے (یعنی بے جا خرچ کرنے سے) اور (۳) بہت مانگنے اور سوال کرنے سے۔

(۲) بے جا خرچ

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ○ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَكَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ○ (بنی اسرائیل پ ۱۵)

ترجمہ :- اور رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق دے دو۔ اور مال بے جا خرچ نہ کرو۔ بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے۔

"یعنی مال بڑی نعمت ہے اللہ کی۔ جس سے خاطر جمع ہو عبادت میں اور درجے بڑھیں بہشت میں۔ اس کو بے جا اڑانا ناشکری ہے۔" (موضح القرآن)

حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانیؒ فرماتے ہیں۔

(۱) یعنی قرابت والوں کے مالی و اخلاقی ہر قسم کے حقوق ادا کرو محتاج و مسافر کی خبرگیری رکھو اور خدا کا دیا ہوا مال فضول بے موقع مت اڑاؤ۔ فضول خرچی یہ ہے کہ معاصی اور لغویات میں خرچ کیا جائے یا مباحات میں بے سوچے سمجھے اتنا خرچ کر دے جو آگے چل کر تفویت حقوق اور ارتکاب حرام کا سبب بنے۔

(۲) "یعنی مال خدا کی بڑی نعمت ہے۔ جس سے عبادت میں دل جمعی ہو۔ بہت اسلامی خدمات اور نیکیاں کمانے کا موقع ملے۔ اس کو بے جا اڑانا ناشکری ہے۔ جو شیطان کی تحریک و اغواء سے وقوع میں آتی ہے۔ اور آدمی ناشکری سے شیطان کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ جس طرح شیطان نے خدا کی بخشی ہوئی قوتوں کو عصیان و اضلال میں خرچ کیا۔ اس نے بھی حق تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو نافرمانی میں اڑایا"۔

تفسیر ابن کثیرؒ میں ہے کہ "تبذیر غیر حق میں خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔ اگر اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر ڈالے۔ تو یہ تبذیر نہیں۔ مگر غیر حق میں تھوڑا خرچ کرنا بھی بے جا خرچ شمار ہوتا ہے۔ بنو تمیم کے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا" کہ یا رسول اللہ! میں مالدار آدمی ہوں اور اہل و عیال بھی رکھتا ہوں۔ آپؐ فرمائیے کہ کون سا طریقہ اختیار کروں۔ آپؐ نے فرمایا۔

(۱) اپنے مال کی زکوٰۃ نکال۔ اس سے مال پاک ہو جائے گا۔

(۲) اپنے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کر۔

(۳) سائل کا حق پہنچاتا رہ۔

(۴) پڑوسی اور مسکین کا حق ادا کرتا رہ

اس نے عرض کیا کہ حضورؐ اور تھوڑے لفظوں میں پوری بات سمجھا دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا قرابتداروں اور مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کر۔ اور بے جا خرچ نہ کر۔"

(۳) انفاق مال

ہر ایمان دار سے یہ تقاضا ہے۔ کہ وہ

اپنے مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہے۔

(۱) وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ

ترجمہ۔ اور اس کی محبت میں رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں اور گردنوں کے چھڑانے میں مال دے۔ سورہ البقر آیت ۱۷۷

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "...... اور باوجود محبت اور رغبت کے اپنے مال کو علاوہ زکوٰۃ کے قریبوں اور یتیموں اور غریبوں اور مسافروں اور سائلوں کو جو کہ محتاج ہوں دے۔ اور گردنیں چھڑانے میں یعنی جن کو کفار نے ظلماً قید کر لیا ہو۔ ان کی رہائی میں یا مقروض کو قرض خواہ سے چھڑانے میں، یا غلام آزاد کرانے میں یا غلام مکاتب کو خلاصی دلانے میں دیوے..."

(۲) وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ (الذریٰت آیت ۱۹)

ترجمہ۔ اور ان کے مالوں میں سوال کرنے والے اور محتاج کا حق ہوتا تھا۔

جنت میں جانے والے متقیوں کا ایک وصف یہ ہے۔ کہ وہ سائل خواہ مانگنے والا ہو یا سوال سے بچنے والا ہو۔ کو دیا کرتے تھے۔

محروم (محتاج) کی خبر گیری کرتے تھے محروم وہ ہے جس کا بیت المال میں حصہ نہ ہو۔ کاروبار پہ نہ لگا ہوا ہو۔ روزی کمانے کے لئے کوئی ہنر نہ جانتا ہو۔ جس کی کمائی سے اس کی ضرورتیں پوری نہ ہو سکتی ہوں سرمایہ دار جو کنگال ہو گیا ہو۔ جس کا سارا مال سیلاب کی زد میں آ گیا ہو۔ جو باوجود حاجت کے کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاتا ہو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ مکہ مکرمہ کی طرف سفر فرما رہے تھے۔ راستہ میں ایک کتا قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ آپؒ نے ذبح کی ہوئی بکری کے گوشت کا ٹکڑا اسے ڈال دیا۔ اور فرمایا۔ لوگ کہتے ہیں۔ یہ بھی محروم سے ہے۔

(۳) وَالَّذِیْنَ فِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝

(المعارج آیت ۲۴-۲۵)

ترجمہ۔ اور وہ جن کے مالوں میں حصہ معین ہے سائل اور غیر سائل کے لئے۔

انسان کو جب تکلیف پہنچتی ہے تو شور مچاتا ہے۔ اور جب اسے مال و دولت مل جائے تو خرچ کرنے سے کتراتا ہے۔ مال جمع کرنے لگ جاتا ہے۔ اس سے کام نہیں لیتا۔ مگر یہ بات ان نمازیوں میں جو نمازیں ہمیشہ باقاعدہ سب ارکان بجا لا کر ادا کرتے ہیں۔ نہیں پائی جاتی۔ وہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ ان کے مال میں ہر محتاج کا حق ہے۔ خواہ وہ محتاج مانگے یا نہ مانگے۔ اسے جس قدر ضرورت ہو۔ اتنا اپنا حق سمجھتا ہے۔ اور ضرورت سے جس قدر زیادہ ہے۔ اس سے ضرورت مند محتاجوں کی بھلائی کے لئے خرچ کرتا ہے۔ یہ اپنی سوسائٹی میں دیکھ بھال کرتا رہتا ہے۔ جہاں ضرورت ہو خرچ کرتا ہے۔

حدیث۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے ایسا ہے۔ جیسے عمارت کی بنیاد کا ہر حصہ دوسرے کو مضبوط کئے رہتا ہے۔ پھر حضورؐ نے اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر دکھائیں۔ اور حضورؐ کا دستور تھا کہ جب بیٹھے ہوتے اور کوئی سائل آتا تو حضورؐ ہماری طرف رُخ کر کے فرماتے سفارش کرو ثواب ملے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ کی زبان سے جو چاہتا ہے۔ فیصلہ کرا دیتا ہے۔

(بخاری۔ کتاب الادب)

حاصل یہ نکلا کہ ہر مسلمان کی بھلائی اور خبر گیری کرتے رہنا چاہیئے۔

۴۔ ایک فائدہ مند سودا

(۱) اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ

(التوبہ آیت ۱۱۱)

ترجمہ:۔ بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جان اور اُن کا مال اس قیمت پر خرید لئے ہیں۔ کہ ان کے لئے جنت ہے۔

اب بندے کا فرض ہے کہ اس سودے پر خوش رہے۔ اور ہر مناسب موقعہ پر مال خرچ کر کے جنت حاصل کرے۔

(۲) اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

(البقر۔ آیت ۲۷۴)

ترجمہ:۔ جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں رات اور دن کو چھپا کر اور ظاہر خرچ کرتے ہیں۔ تو ان کے لئے اپنے رب کے ہاں ثواب ہے۔ ان پر نہ کوئی ڈر ہے۔ اور نہ غمگین ہوں گے۔

یعنی ہر مناسب موقع پر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے قیامت کے دن ڈر اور خوف سے امن میں ہوں گے۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے۔

حدیث۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ (بنی اسرائیل میں سے) ایک شخص نے کہا کہ میں آج (رات کو) کچھ خیرات کروں گا۔ چنانچہ وہ مال لے کر چلا۔ اور (اندھیرے میں) ایک چور کو دے آیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں میں چرچا ہوا کہ آج کی رات چور کو خیرات دی گئی۔ اس شخص نے یہ سُن کر کہا۔ اے اللہ تعریف تیرے لئے ہے۔ چور کو صدقہ دینے پر۔ اس کے بعد اس نے کہا۔ آج (رات کو) میں پھر خیرات کروں گا۔ چنانچہ وہ مال لے کر نکلا اور ایک زانی کے ہاتھ دے آیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں میں چرچا ہوا کہ رات کو زانی کو صدقہ دیا گیا۔ اس شخص نے سُن کر کہا کہ اے اللہ زانی کو صدقہ دینے پر تیرے ہی لئے تعریف ہے۔ پھر اس نے کہا۔ آج (رات کو) میں پھر خیرات کروں گا۔ چنانچہ وہ مال لے کر نکلا۔ اور ایک خوشحال شخص کے ہاتھ دے آیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں میں چرچا ہوا کہ رات غنی کو صدقہ دیا گیا۔ اس شخص نے یہ سُنا تو کہا اے اللہ تعریف تیرے ہی لئے ہے۔ چور کو صدقہ دینے پر۔ زانی کو صدقہ دینے پر۔ اور غنی کو صدقہ دینے پر۔ پس اس کو خواب دکھایا گیا۔ اور اس کو کہا گیا۔ (تیرے تمام صدقات قبول ہوئے پس) جو صدقہ تو نے چور کو دیا۔ ممکن ہے وہ اس کو چوری سے باز رکھے۔ اور جو صدقہ تو نے زانی کو دیا ہے۔ ممکن ہے۔ وہ اس کو زنا سے باز رکھے۔ اور جو صدقہ تو نے غنی کو دیا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ اس کے لئے موجب نصیحت و عبرت ہو۔ اور جو کچھ خدا نے اس کو دیا ہے۔ وہ اس میں سے خرچ کرے۔

(مشکوٰۃ)

۵۔ گھر والوں پر خرچ کرنا۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ

(النسآء۔ آیت ۳۴)

ترجمہ۔ مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ اس واسطے کہ اللہ نے ایک کو ایک پر فضیلت دی ہے

باقی صفحہ ۱۳ پر

مسلمان خواتین سے

(جناب مولانا عبدالوہاب صاحب ملتانی)

مسلمان خواتین سے ہماری استدعا ہے۔ کہ ان احادیث کو غور سے پڑھیں۔ اور عمل کرنے کی پوری کوشش کریں۔ کیونکہ یہ باتیں اس پیغمبر پاک صلعم کی ہیں جس کو آپ نے اللہ تعالیٰ کا سچا نبی مان لیا ہے۔ اور ان کے ساتھ سچی محبت رکھنے کا دعوےٰ بھی کیا ہوا ہے۔ اور سچے ایمان اور سچی محبت کی کسوٹی صرف یہی ہے کہ ان کی باتوں پر عمل کیا جائے۔ ورنہ محض زبان سے باتیں بنانے والوں کا ایمان کھوٹا ہوتا ہے۔ اور محبت بھی جھوٹی۔

۱۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو عورت خوشبو عطر لگا کر مردوں کے پاس سے اس لئے گزرے۔ تا کہ ان کو بھی اس کی خوشبو کی مہک پہنچے۔ تو وہ عورت زانیہ بدکار ہے۔ اور ہر آنکھ (جو اس پر پڑیگی وہ بھی) زناکار بدکار ہے۔ (ترغیب ص ۵۴ ج ۲)

۲۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا۔ جو عورت خوشبو لگا کر ایسی عام جگہ سے گزرے۔ جہاں مردوں کی نظریں اس پر پڑیں۔ تو وہ اس وقت تک خدا کی ناراضگی میں رہے گی۔ جب تک کہ وہ اپنے گھر واپس نہ لوٹ آئے گی۔

(کنز العمال ص ۲۶۷ ج ۸)

۳۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا دیکھنا عورت ایک پردہ پوشی کی چیز ہے۔ یہ جس وقت بھی باہر نکلتی ہے۔ اسی وقت اس کو شیطان جھانکنے لگ جاتا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے زیادہ نزدیک اس وقت ہوا کرتی ہے۔ جبکہ یہ اپنے خاوند کے گھر میں ہوا کرتی ہے۔ (کنز العمال ص ۲۶۳ ج ۸)

۴۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ عورتوں کو یہ اجازت نہیں کہ وہ بغیر اپنے خاوند کی اجازت کے کسی غیر سے باتیں کریں۔ (کنز العمال ص ۲۶۳ ج ۸)

۵۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ جو عورت خوشبو عطر کو اپنے خاوند کے علاوہ کسی اور غرض کے لئے استعمال کرے گی۔ تو وہ اس کے لئے باعث ذلت اور شرمندگی ہوگا

(کنز العمال ص ۲۶۱ ج ۸)

۶۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے وہ عورت بڑی ناپسند ہے۔ جو اپنے گھر سے دامن گھسیٹتی ہوئی خاوند کی شکایت کرتی ہوئی نکل جایا کرتی ہے۔ (کنز العمال ص ۲۶۱ ج ۸)

۷۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا جو عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکل جایا کرتی ہے۔ وہ گھر واپس آنے تک یا خاوند کے راضی ہونے تک خدا تعالیٰ کی ناراضگی میں رہتی ہے۔ (کنز العمال ص ۲۶۱ ج ۸)

۸۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا جو عورت اپنے کپڑوں کو خاوند کے گھر کے علاوہ جس جگہ بھی اتارے گی۔ خدا تعالیٰ اس کے پردہ کو پھاڑ دے گا۔ (یعنی رسوا کردے گا)

(کنز العمال ص ۲۶۱ ج ۸)

۹۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا اے عورتو! تم اپنے محرم رشتہ داروں کے علاوہ کسی مرد سے بھی بات نہ کیا کرو۔

(کنز العمال ص ۲۶۹ ج ۸)

۱۰۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا باری تعالیٰ اور اس کے فرشتے ہمیشہ ایسی عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی چیزوں میں سے کسی چیز کی پردہ دری کرنے میں مبتلا رہتی ہے۔ (کنز العمال ص ۲۶۵ ج ۸)

۱۱۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا ایک عورت کی بدکاری ہزار بدکار مردوں کی بدکاری جیسی ہوتی ہے۔ اور ایک نیک عورت کی نیکی ستر صدیقوں[۱] کی نیکی جیسی ہوتی ہے۔ (کنز العمال ص ۲۶۵ ج ۸)

۱۲۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ جو عورت اپنے بال بچوں کے گھر پر ہی بیٹھی رہے گی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگی۔

(کنز العمال ص ۲۶۷ ج ۸)

۱۳۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عورتوں پر تو غیرت فرض کی گئی ہے۔ اور مردوں پر جہاد۔ لہٰذا اب جو عورت بھی ایمانداری سے ثواب کی نیت سے اس پر پابند رہے گی۔ اس کو شہید جیسا اجر ملیگا۔

(کنز العمال ص ۳۱۷ ج ۸)

۱۴۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ عورت کے لئے دو پردے ہیں۔ ایک خاوند اور ایک قبر (یعنی ان دو جگہوں کے علاوہ رہنے میں اس کی بے پردگی ہوگی۔ واللہ اعلم (کنز العمال ص ۲۶۷ ج ۸)

[۱] اولیاء اللہ

۱۵۔ ایک مرتبہ آپؐ نے حج مبارک ادا کرنے کے بعد ازدواج مطہرات سے فرمایا کہ دیکھنا یہ تمہارا حج کر لینا ہی سب کچھ ہے۔ اب تم بوریئے کی پشت پر چمٹے رہنا (یعنی اب باہر نہ نکلنا۔ واللہ اعلم)

(کنز العمال ص ۲۶۷ ج ۸)

۱۶۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ ایسی عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کرتی پھرا کرتی ہیں۔ خدا کی لعنت ہو۔ اور ایسے ہی ان انسانوں پر بھی خدا کی لعنت ہو کہ جو قبروں کو سجدہ کرنے کی جگہ بناتے ہیں۔ اور جو اُن پر چراغ جلاتے ہیں۔

(کنز العمال ص ۲۶۲ ج ۸)

۱۷۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ خلع کرنے والی عورتیں اور بناؤ سنگار کر کے غیروں کے سامنے آنے والی عورتیں منافقہ ہوتی ہیں۔

(کنز العمال ص ۲۶۲ ج ۸)

۱۸۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا۔ کسی عورت کو اجازت نہیں کہ بغیر اپنے خاوند کی اجازت کے حج کے لئے جائے۔ اور نہ اس کو یہ حلال ہے کہ وہ تین رات کا سفر کسی غیر محرم کے ساتھ کرے۔

(کنز العمال ص ۲۶۳ ج ۳)

۱۹۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کسی عورت کو اجازت نہیں کہ وہ ایک دن اور ایک رات کا سفر بھی کسی غیر محرم کے ساتھ کرے۔

(مشکوٰۃ ص ۲۲۱ ج ۱)

۲۰۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ عورت کا تنہائی میں نماز پڑھنا پچیس ۲۵ گنا زیادہ افضل ہے۔ جماعت میں نماز پڑھنے سے (کنز العمال ص ۲۶۹ ج ۱)

۲۱۔ ایک مرتبہ آپؐ نے عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ تمہارا تو گھر کے کام کاج میں مشغول رہنا ہی انشاء اللہ تعالیٰ مجاہدین کے جہاد کو پالے گا۔ (کنز العمال ص ۲۶۷ ج ۸)

۲۲۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے سوال کیا کہ بتاؤ عورت کے لئے دُنیا میں سب سے زیادہ کیا چیز بہتر ہو سکتی ہے۔ تو ہم میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہ نکلا جو اس کا جواب دے سکتا۔ اور اس روز مجلس یونہی برخاست ہو گئی میں نے گھر آ کر آپ کا وہ سوال حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے سامنے دہرایا۔ تو انہوں نے کہا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ عورت کے لئے سب سے زیادہ بہتر چیز یہ ہے کہ نہ تو عورت کسی غیر مرد کو دیکھ پائے، اور نہ مرد ہی اس عورت کو دیکھ پائے حضرت علیؑ نے یہ جواب سن کر محفوظ کر لیا اور جب دوسرے روز آپؐ کی مجلس میں پہنچے۔ تو اسی جواب کو آپ کے سامنے دوہرا دیا۔ تو آپؐ نے فرمایا اے علیؓ! جواب درست ہے۔ لیکن یہ

تو بتاؤ جواب بتایا کس نے ہے۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ حضور آپؐ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ آخر وہ ہے بھی تو میرا ہی گوشۂ جگر۔

(کنز العمال صـ ۳۱۵ ج ۸)

۲۳۔ ایک مرتبہ آپؐ نے قیامت کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت لوگ صرف جان پہچان کے آدمیوں ہی کو سلام کرنے پر اکتفاء کرنے لگ جائیں گے۔ اور تجارت کرنے کے لئے میاں بیوی دونوں ہی میدان میں آجائیں گے۔ (کنز العمال صـ ۸۳ ج ۷)

۲۴۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا دیکھنا جب حالات اس قسم کے ہوں کہ تمہارے افسر اور سردار نیک لوگ ہوں اور تمہارے مالدار لوگ سخاوت کرنے والے ہوں اور تمہارے آپس میں معاملات باہمی مشورے سے طے پاتے ہوں تو پھر تمہارے لئے زمین کی پشت بہتر ہوگی۔ اس کے پیٹ سے (یعنی آپس میں میل جول رکھنا بہتر ہوگا) اور جب اس قسم کے حالات ہوں کہ تمہارے افسر اور سردار بُرے لوگ ہوں۔ اور تمہارے مالدار لوگ بخیل ہوں۔ اور تمہارے معاملات عورتوں کے ہاتھ میں ہوں۔ تو پھر تمہارے لئے زمین کا پیٹ بہتر ہوگا۔ اس کی پشت سے (یعنی پھر تنہائی اور یکسوئی بہتر ہوگی)

مشکوٰۃ شریف صـ ۴۵۹

۲۵۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ عورتوں کو راستہ کے درمیان سے چلنا درست نہیں (بیہقی بحوالہ کنوز الحقائق صـ ۲۹۴)

فائدہ:۔ اب آپ خود ان حدیثوں میں غور کریں۔ اور بتائیں کہ آیا مستورات کا ان حدیثوں کی رو سے باہر نکلنا موجب اجر ہے یا گناہ اور اگر موجب گناہ ہے تو پھر آج سے ہی توبہ کر لیں، ورنہ بڑا خطرہ ہے کہ کہیں اسی بناء پر جہنم کا ایندھن نہ بنا دیا جائے۔ اللہ پاک ہم سب کو بچائے۔

ناجائز لباس وخوشبو وزیور استعمال کرنیکے بیان میں

۲۶۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ عورتوں کو دو چیزوں کی وجہ سے تباہی ہوگی۔ ایک تو سونا پہننے کی وجہ سے اور ایک زرد۔ رنگ کے (بھڑکیلے) کپڑے استعمال کرنے کی وجہ سے۔ (کنز العمال صـ ۲۶۳ ج ۸)

۲۷۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی قوم اس وقت تباہ ہوئی ہے جبکہ ان کی عورتوں کا بناؤ سنگار یہاں تک پہنچ گیا کہ سر میں بالوں کا گچھہ یا پیشانی پر بال بنانے لگ گئی تھیں (کنز العمال صـ ۲۶۲ ج ۸)

۲۸۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو پازیب کی آواز سے ایسا ہی بغض ہے جیسا کہ گانے کی آواز سے۔ اور ایسے پازیب استعمال کرنے والی کو سزا بھی ویسی ہی دی جائے گی جیسا کہ بانسری (باجا) بجانے والے کو دی جائے گی۔ اور بات دراصل یہ ہے۔ کہ اس قسم کے پازیب ہی وہ استعمال کرے گی جو ملعون ہوگی۔

(کنز العمال صـ ۲۶۳ ج ۸)

۲۹۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا۔ دو قسم کے جہنمی لوگ ایسے ہیں کہ جن کو میں فی الحال نہیں دیکھ سکا ہوں۔ (یعنی بعد میں آئیں گے) ان میں سے ایک تو اس قسم کے مرد ہوں گے کہ ان کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے۔ جن سے لوگوں کو مارتے پھرتے ہوں گے اور دوسری قسم ان عورتوں کی ہوگی۔ کہ جو لباس پہننے والی تو کہلائیں گی۔ لیکن ہوں گی وہ ننگی ہی (یعنی بہت باریک خلاف شرع لباس استعمال کریں گی) ناز و انداز سے چلنے والی ہوں گی۔ دوسروں کو اپنی طرف یا خود دوسروں کی جانب میلان کرنے والی ہوں گی۔ ان کے سر ایک خاص قسم کے محسوس ہوں گے جس طرح بختی اونٹوں کے جھکے ہوئے کوہان ہوا کرتے ہیں۔ وہ عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہو سکیں گی۔ اور نہ اس کی خوشبو ہی کو سونگھ سکیں گی۔ حالانکہ اس کی خوشبو تو بڑی دور سے ہی آرہی ہوگی۔

(کنز العمال صـ ۲۶۱ ج ۱)

۳۰۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ تم لوگوں کو چاہیئے کہ بطور حفاظت کے ان عورتو کو عام حالات میں اچھے عمدہ اور نفیس لباس سے خالی رکھا کرو۔ اس لئے کہ جب ان کے لئے عمدہ کپڑوں کی بہتات ہوتی ہے۔ تو ان کو باہر نکلنا ہی پسند آتا ہے۔

(کنز العمال صـ ۲۵۹ ج ۸)

۳۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود اپنا ایک واقعہ بیان کرتی ہیں۔ کہ ایک مرتبہ میں نے اپنا ایک نیا کُرتہ پہنا جس کو دیکھ کر میرے دل میں خود پسندی کی محسوس ہو رہی تھی۔ اتنے میں میرے والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ اور مجھے دیکھ کر کہنے لگے۔ اے عائشہؓ اس وقت تو تو اللہ پاک کی نظر سے گر چکی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا۔ اباجان آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ میں خدا تعالےٰ کی نظروں سے گر گئی ہوں۔ انہوں نے جواب دیا اے عائشہؓ بات یہ ہے۔ کہ جب کسی بندہ کے دل میں دنیا کی کسی زینت کی چیز کے استعمال کرنے کی وجہ سے خود پسندی آجاتی ہے۔ تو اس کا رب اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بندہ اس چیز کو اپنے سے جدا نہ کر دے۔ حضرت عائشہؓ نے یہ سن کر اس کرتہ کو اتارا اور خیرات کر دیا یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عائشہؓ اب امید ہے کہ یہ تیرا اس کو خیرات کرنا تیری طرف سے اس کا کفارہ ہو جائیگا۔

(کنز العمال صـ ۵۵ ج ۸)

۳۲۔ اسی طرح حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ بھی اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ شاہ روم ہرقل کے پاس سے حضور پاکؐ کے پاس کچھ چادریں تحفہ کے طور پر آئی تھیں۔ تو ان میں سے ایک چادر آپؐ نے مجھے بھی عنایت فرما دی اور فرمایا کہ اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک کا کُرتہ اور دوسرے کا دوپٹہ اپنی اہلیہ کے لئے بنا دینا اور پھر جب میں چلنے لگا تو دوسری ہدایت فرمائی کہ دیکھنا یہ کپڑا باریک بہت ہے۔ اس کے نیچے کوئی دوسری چیز استعمال کرا دینا تاکہ بدن کے کسی حصہ کا کوئی وصف بیان میں نہ آسکے۔ (کنز العمال صـ ۶۱ ج ۸)

۳۳۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں جو پہلا فتنہ اُٹھا تھا وہ انہی عورتوں کی بدولت اُٹھا تھا۔

(مسند احمد بحوالہ کنوز الحقائق صـ ۱۰۶)

۳۴۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ اے فاطمہ دنیا کی تلخی پر صبر کر۔ (بزار بحوالہ کنوز صـ ۸۹)

۳۵۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر عورتیں نہ ہوتیں تو اللہ پاک کی عبادت بڑے صحیح طریقہ پر کی جاتی۔

ابن عدی بحوالہ کنوز الحقائق صـ ۲۸۹

۳۶۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ اگر عورتیں نہ ہوتیں تو مرد جنت ہی جنت میں داخل ہوتے (ابن عدی بحوالہ کنوز الحقائق صـ ۲۸۹)

۳۷۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ عورت کی اطاعت کرنا پشیمانی مول لینا ہے۔

کنوز الحقائق صـ ۲۰

۳۸۔ ایک مرتبہ آپؐ نے ایک عورت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم بہانہ کم بنایا کرو۔

کنوز الحقائق صـ ۲۲۴

۳۹۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا۔ کہ قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے۔ کہ خاوند اپنی بیویوں کی اطاعت کرنے لگ جائیں گے (مشکوٰۃ صـ ۴۷۰)

۴۰۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ عورت کی برکت یہ ہے کہ اس کا کام سہولت سے ہو جائے اور اس کا مہر کم ہو۔ (کنوز الحقائق صـ ۴۵۶)

۴۱۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ سادہ لباس پہننا بھی ایمان سے تعلق رکھتا ہے (کنوز الحقائق صـ ۱۲۳)

باقی صفحہ ۱۴ پر

ایک دوست سے ملاقات

(حساس کے قلم سے)

ن۔ السلام علیکم

ش۔ وعلیکم السلام۔ بڑی مدت کے بعد ملے ہو یار۔ میں تو تمہیں دیکھ کر حیران رہ گیا تمہیں کیا ہوا۔ کتنے اچھے سوٹڈ بوٹڈ ہوتے تھے تم۔ اب تو داڑھی ہے۔ بڑے مولوی بن گئے ہو۔

ن۔ بھائی جب تک دین کی سمجھ نہ تھی، پتلون و ٹائی میں مست تھے۔ کبھی وہم بھی نہ گزرا کہ اس دنیا میں کیوں آئے۔ کیا کرنے آئے، موت؟ اور موت کے بعد کیسی زندگی ہوگی۔ آئندہ کیا کچھ پیش آئے گا۔ کچھ خبر نہ تھی۔ ان حالات سے محض بے خبر تھے۔ اس لئے جو دل میں آیا کر گذرے، اپنی خواہشات کے بندے بنے رہے۔ جب کسی بدمعاش کو اچھی حالت میں دیکھا۔ بس اسی کے نقش قدم پر چلنے کی آرزو۔ دل میں سمائی۔ کہ ہائے میں بھی ایسا بن جاؤں حتیٰ کہ اس کا لباس۔ اس کی سی گفتگو کو اپنانے کی کوشش کی۔ اور اسی کو زندگی کا معراج سمجھا۔ اور سب سے بڑے آوارہ مزاج کو "استاد جی" کہہ کر پکارا۔ اور جب ماں باپ نے ان حرکات سے روکا اور تعلیم حاصل کرنے کے لئے سکول میں داخل کر دیا۔ جب چار لفظ انگریزی کے بولنے آ گئے۔ تو صاحب بہادر بننے کی لگن لگ گئی۔ اب ہر اس انسان کو جو سادہ لباس، سادہ مزاج، سادہ گفتگو اور سادہ خوراک کھانے والا دیکھا۔ اسے اپنے سے گھٹیا جانا۔ اگر اگر وہ نماز روزہ کا بھی پابند ہے۔ اور سینما و ناچ گانے سے متنفر ہے۔ تو اسے دقیانوس خیال کیا۔ اور حقیر جانا غرضیکہ دنیا کی زندگی سے آگے کبھی نظر نہ گئی کہ موت کے بعد ایک دوسرا جہان بھی ہے۔ جہاں ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا۔ نافرمانوں کو سزا اور فرمانبرداروں کو جزا خیر ملے گی

مختصر یہ کہ یورپ کو اپنا مقتدا مان کر اسی کی زندگی کا نمونہ اختیار کیا۔ اور ہر قسم کی بے حیائی کو "تہذیب" کا نام دے کر جائز جانا۔ شرم و حیا، بڑوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت، عدل و انصاف، خوف خدا۔ غرضیکہ ہر اس صفت کو جو انسانیت شرافت کا جزو تھی۔ دقیانوسی اور جہالت سے تعبیر کیا۔ اور دیوسی (پرائی عورتوں سے ڈانس کرنا) اور اپنی کو دوسرے کے حوالہ کر کے اسے اونچی تہذیب و تمدن کا تحفۂ امتیاز جان کر اس تحفہ کو گلے میں لٹکایا۔

ش۔ یار تم نے تو اچھا خاصہ وعظ شروع کر دیا آخر نئی روشنی کا زمانہ ہے۔ اس سے مفر نہیں۔

ن۔ بھائی تم اسے نئی روشنی تصور کرتے ہو۔ میں تو اسے ظلمت (اندھیرا) کہتا ہوں۔

ش۔ یہ تو کوئی انصاف کی بات نہیں بھلا اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے۔ دیکھتے نہیں سائنس نے کتنی نئی ایجادیں کی ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ تیز رفتاری یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ کہ ہوائی جہاز جٹ طیارہ چھ چھ سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ۔ لباس دیکھو، کیسے خوش رنگ، عمدہ، نفیس، قسم قسم کے کھانے پینے کی چیزیں۔ اور سنو کبھی ٹافی (TOFEE) (مٹھائی) کھائی (چکھی)" جس کاغذ میں لپٹی ہوئی ہوتی ہے۔ وہی دیکھ کر روح خوش ہو جاتی ہے۔

ن۔ تم نے جو آخری فقرہ بولا ہے۔ یعنی مٹھائی جس کاغذ میں لپٹی ہوتی ہے۔ اس کاغذ کی خوشنمائی ہی دیکھ کر "روح خوش ہو جاتی ہے"۔ دوست اسی ایک فقرے سے نئی روشنی کے دماغوں کی قلعی کھل جاتی ہے۔ دوست روح خوشنما اشیا دیکھ کر خوش نہیں ہوا کرتی البتہ نفس خوش ہوتا ہے۔ خواہشات کو تسکین ہوتی ہے۔ روح کی خوراک ذکر الٰہی ہے۔ وہ تو ذکر الٰہی ہی سے اطمینان پاتی ہے۔ لیکن نئی روشنی والے قرآن حکیم پڑھیں تو حکمت کی باتیں انہیں معلوم ہوں۔ باقی رہا تیز رفتاری، تو سائنس دانوں ہی سے پوچھ لو کہ پرندوں میں بڑے بڑے تیز رفتار پرندے ہیں۔ بعض پرندے تو دنیا کے ایک حصہ سے اڑتے ہیں۔ اور ساری دنیا کا چکر کاٹتے ہیں۔ لباس کی جو تم نے تعریف کی ہے۔ وہ بھی سن لو۔ کبھی مرغ کے لباس کی خوشنمائی کی طرف دھیان کیا۔ پہاڑوں کی سیر کرو۔ (کاغان ویلی) تو تم پرندوں کے رنگ برنگ لباس دیکھ کر حیران و ششدر رہ جاؤ گے۔ جنگل کی "ہرن" کو دیکھا کیسا عمدہ، نفیس چست، لباس زیب تن کئے ہوئے ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اس لباس کو پیدائش کے وقت سے ہی پہنا تو مرتے دم تک (عمر بھر) نہ بدلنے کی ضرورت پیش آئی نہ دھلائی اور ڈرائی کلین کرانے کی ضرورت ہوئی۔ تم ایک ایک کوٹ پتلون اور ساڑھی ڈرائی کلین کراتے ہو تو نہ معلوم کتنی رقم ادا کرتے ہو۔ اور یہ سلسلہ چلتا ہی رہتا ہے۔ کھانے کی بات کرتے ہو۔ پرندے اور درندے جتنا نفیس کھانا کھاتے ہیں تمہیں کبھی نصیب ہوا؟ طوطا عمدہ سے عمدہ تازہ بہ تازہ درخت پر پکا ہوا چوٹی کا پھل کھاتا ہے۔ تم سے اچھا پھل تو چمگادڑ نوش جان کرتا ہے۔ شیر کو دیکھو کتنا نفیس گوشت کھاتا ہے تازہ گرما گرم خوب پلے ہوئے بھینسے کو چیرتا پھاڑتا ہے۔ لذیذ حصہ گوشت چبا جاتا ہے۔ ناقص پھینک دیتا ہے۔ اور تم جو گوشت کھاتے ہو۔ تم ہی جانتے ہو پاؤ بھر گوشت تین سیر پانی میں بھی نہیں گلتا۔ ہفتہ میں دو دن کا ناغہ اب سنا ہے۔ شاید تین دن کا ہو جائے۔ ہاں تو جب اس گوشت کی بوٹی دانتوں میں دبا کر کھینچتے ہو خدانخواستہ دوسرا سرا گوشت کا ہاتھ سے چھوٹ جائے تو جیسے ربڑ کھینچ کر چھوڑ دیا جائے تو رخسار پر لگ کر وہ آواز پیدا کرتا ہے۔ جیسے بھانڈ نقل کرتے وقت چمڑے کا "پٹاس" مارتے ہیں۔ جو آواز زیادہ دیتا ہے۔ لگتا کم ہے۔ اور تمہارا یہ پٹاس (بوٹی کا کھینچنا اور رخسار پر لگنا) یعنی گوشت) آواز کم دیتا ہے۔ لیکن رخسارہ زخمی کر دیتا ہے۔ پہلے تو گوشت میں یہ نقائص نہ تھے۔ یہ ترقی کے تحفے ہیں (یعنی نحوست کے)

دوست مختصر یہ کہ جس ترقی کا ذکر کر کے تم پھولے نہیں سماتے یہ انسانیت کی ترقی نہیں ہے۔ بلکہ حیوانیت کی ترقی ہے۔ کھانا پینا، پہننا، گھر بنانا۔ بچے جننا پالنا، پوسنا، ان سے محبت کرنا۔ تو حیوان بھی کرتے ہیں۔ انسانیت ان سے بالاتر

چیز ہے۔

انسانیت کے اوصاف حمیدہ۔ دیانت امانت، شرافت، سعادت، حیاء، شفقت، حلم، الخلق، خوف خدا۔ اس ایک ایک عنوان پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ مگر یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں حقیقت یہ ہے۔ کہ انسان بہیمیت و ملکیت (حیوانیت اور انسانیت) کا مجموعہ ہے۔ انسان کا کمال یہ نہیں کہ حیوانیت میں ترقی کرے۔ بلکہ اس کا کمال یہ ہے کہ شرف انسانیت کی طرف بڑھے۔ اس میں کمال پیدا کرنا قابل تعریف ہے۔ نئی روشنی تو انسان کو محض حیوان بنا دیتی ہے۔ اسی لئے نئی روشنی کے دلدادہ انسانیت کے اوصاف حمیدہ سے کورے ہوتے جا رہے ہیں۔

ش۔ دوست آپ لوگ (مولوی صاحبان) تو موجودہ تعلیم کے بھی خلاف ہیں۔ تعلیم کے بغیر بھی زندگی کوئی زندگی ہے۔ دیکھو سکول کالج سے طلبا کتنے مہذب بن کر نکلتے ہیں۔

ن۔ بس یہی ایک دھوکا ہے۔ جو آپ کو دیا گیا ہے۔ اور یہی سبب ہے۔ کہ موجودہ تعلیم یافتہ نوجوان علماء کرام کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ آؤ تمہیں ان نئے تعلیم یافتہ جوانوں کا مہذب پن دکھاؤں کیا یہی ہے تہذیب و ترقی کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔ چوپائیوں کی طرح کھڑے ہو کر کھانا۔ جیسے چارپایہ "کھرلی" سے کھاتا ہے۔ نہ کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم زبان سے کہنا۔ نہ کھا کر اس رب العالمین کا شکر ادا کرنا جس نے یہ نعمت عطا کی۔

کالج وسکول کی تعلیم

سکولوں، کالجوں کا تعلیم یافتہ طبقہ دشمن اسلام عیسائی نما مسلمان بن جاتا ہے۔ (الا ماشاء اللہ)

بقول ڈبلیو۔ ڈبلیو ہنٹر (مصنف) تم حیران ہو گے کہ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کیا نام ہوا۔ دوست اب تو ایسے نام مسلمانوں کے بھی ہیں۔ اچھے خاصے نام انگریزیت کے شوق میں بگاڑ کر لکھتے ہیں۔ تم نے کوٹھیوں کے باہر ایسے بورڈ لکھے ہوئے دیکھے ہوں گے۔ نام ہے "شیخ محمد دین" لکھتے ہیں (ایم۔ ڈی شیخ) اور پھولے نہیں سماتے۔ کبھی تماشا دیکھنا ہو تو ان کالے صاحب بہادروں کو اصلی نام سے تو پکار دیکھئے "میاں محمد دین صاحب"

ہاں تو بات کہاں سے کہاں چلی گئی عرض کر رہا تھا۔ کہ بقول ڈبلیو۔ ڈبلیو ہنٹر کہ "ہمارے سکول اور کالجوں سے تعلیم یافتہ کوئی نوجوان ہندو ہو یا مسلمان۔ ایسا نہیں ہے۔ جس نے اپنے بزرگوں کے عقیدوں کو غلط سمجھنا نہ سیکھا ہو۔" یعنی مذہب اسلام سے بیزاری، اعتراضات، یہی توہین جو قرآن حکیم پر احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر لغو اعتراضات کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔

سود حرام نہیں ہونا چاہئے۔ تجارت کا کاروبار نہیں چل سکتا۔ چور کے ہاتھ نہیں کاٹنے چاہئیں کہ ہر بستی میں ٹنڈے ہی ٹنڈے دکھائی دینگے زانی کو رجم کی سزا نہ دی جائے۔ جب تک سوسائٹی فرشتہ خصلت نہ ہو جائے۔ غرضیکہ خدا تعالےٰ کے بندوں پر خدا تعالیٰ سے زیادہ شفیق و رحیم ہیں۔ (نعوذ باللہ) قرآن حکیم کی غلطیاں نکالتے ہیں۔

ہدایت کا راستہ قرآن حکیم اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوتا ہے۔ قرآن و احادیث خود تو منہ سے نہ بولے گا۔ علماء حق کی صحبت سے ہی یہ ہدایت حاصل کی جا سکتی ہے۔ لیکن انگریز کم بخت (اسلام کے دشمن) نے نوجوان کو علماء سے ہی نفرت دلائی۔ نتیجہ یہ ہے۔ جو آپ خود دیکھ رہے ہیں۔ لیکن اگر کوئی ہدایت کے راستہ کی طرف نہیں آتا۔ تو اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اپنی حماقت اور جہالت سے جو کچھ کریگا اس سے اللہ اور اللہ کا رسول ناراض ہوں گے اور اس ناراضگی کا نتیجہ ہے جہنم کا داخلہ۔

امریکن "فحش، برہنہ، فوٹو والے رسالے مطالعہ کرنے سے تو دل میں ایمان پیدا نہیں ہو سکتا۔ مگر اکثر نوجوان اسی کے شوقین ہیں۔ ان کے لئے قرآن حکیم، گرنتھ اور وید ایک ہی ہے۔ (یعنی ان میں سے کسی کو نہیں پڑھ سکتے) اب ایسوں کو نیکی و بدی کی تمیز ہو تو کیسے۔ ہاں انہوں نے اپنے وہم و گمان میں نیکی اور بدی کے کچھ معیار بنا رکھے ہیں۔ لیکن حقیقی نیکی وہ نیکی ہے۔ جسے خدا تعالےٰ نیکی فرمائے۔ بدی وہ بدی ہے۔ جسے وہ بدی فرمائے۔

نئی تہذیب میں نیکی یہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص ان کا سگریٹ اپنی ماچس سے سلگا دے تو یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ اس شخص کا شکریہ (فوراً) ادا کیا جائے یعنی (THANK YOU) کہا جائے۔ مگر یہ بدبخت خدا تعالیٰ کی ہزاروں نعمتیں کھا کر شکریہ ادا نہیں کرتے۔ خدا تعالےٰ کے دربار (مسجد) میں حاضر نہیں ہوتے۔

ایک وہ بھی اللہ کے بندے ہیں۔ جو روکھی سوکھی کھا کر پھٹے پرانے کپڑے پہن کر تنکوں کی جھونپڑی میں وقت گزار کر ہر وقت خدا کے ذکر و شکر میں مشاغل رہتے ہیں۔ پھر ایسوں کے سینے اللہ کے نام کی برکت کے نور سے بھر جاتے ہیں۔ یہی ہیں جنہیں اس مادی دنیا میں رہتے ہوئے بھی عالم ملکوت کے مشاہدات ہوتے رہتے ہیں۔ دوزخ اور بہشت ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنکھوں کے سامنے ہے۔ اسی لئے خدا کی نافرمانی سے بچتے ہیں اور اگر سہواً ہو جائے۔ تو فوراً معافی طلب کرتے ہیں۔

اب بتائیے "ش" صاحب آپ کی نئی روشنی ان حالات پر کیا روشنی ڈالتی ہے۔ بس آپ اس کے جواب میں یہی کہیں گے کہ "ہائے ہائے ! دری" یعنی مجھے کچھ معلوم نہیں یا میں کچھ نہیں جانتا۔

ش۔ دوست آپ نے باتیں تو ٹھیک بتائیں ہیں۔ مگر علما میں تو خود اختلاف ہے۔ کوئی ایک چیز کو حرام کہتا ہے۔ دوسرا اس کو جائز قرار دیتا ہے۔ کوئی ایک بات کو سنت کہتا ہے۔ دوسرا اسی کو بدعت بتلاتا ہے۔ اب کس کی مانیں اور کس کی نہ مانیں۔ لہٰذا بعض نے تو فیصلہ کیا ہے کہ سب کو چھوڑ دو۔

ن۔ بھائی! اس طرح کے اختلافات تو دنیا کے سارے علوم و فنون میں اور بڑے بڑے ماہرین فن میں بھی دن رات پیش آتے ہیں۔ وہاں آپ نے یہ خیال کیوں نہیں کیا۔ وہاں کسی ایک کو ترجیح دے کر کیوں پکڑا۔ مریض کے علاج میں ڈاکٹروں کی مختلف رائے ہوتی ہے۔ کوئی کچھ تشخیص کرتا ہے کوئی کچھ۔ وہاں آپ نے سب کو کیوں نہیں چھوڑا۔ بس جاؤ مریض کو مرنے دو ہم کسی کا علاج نہیں کرتے۔ وہاں آپ کسی نہ کسی کو ترجیح دے کر اس کا علاج کیوں کرتے ہو۔ علماء کے اختلاف کو بھی نفس پرستوں نے حق سے گریز کا کیسا بہانا بنا رکھا ہے۔

بات بہت دور نکل گئی۔ اتنی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہ تھی (تو بالکل بے فائدہ بھی نہیں) صرف ایک گر آپ یاد رکھیں۔ وہ یہ ہے کہ جس مسئلہ میں

علماء کا اختلاف ہو اُن سے یہ سوال کریں کہ حضرت مولانا مسئلہ میں اپنی طرف سے باریکیاں نہ سمجھائیں۔ نہیں تو یہ بتائیں۔ کیا یہ مسئلہ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبر (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے ثابت ہے۔ خلفائے راشدین صحابہ کرام، تابعین تبع تابعین سے ثابت ہے۔ یا امام ابوحنیفہؒ سے ثابت ہے۔ بس ہاں یا نہ میں جواب دیجئے۔

ش۔ میرے یار تم تو بڑے مُلّاں بن گئے ہو۔

ن۔ دوست اگر تم نے مجھے مُلّاں حقارت کے جذبہ سے کہا ہے۔ تو بُرا کہا۔ کیونکہ اکثر جدید تعلیم یافتہ دین سے بے بہرہ جن کے دلوں پر انگریز کی تعلیم کا اثر جم چکا ہے۔ وہ اپنے دل کی بھڑاس مُلّاں کہہ کر نکالتے ہیں اور اپنا دل ٹھنڈا کرتے ہیں۔ اور اگر عزت کی نگاہ سے مُلّاں کہا تو اچھا کہا۔ گو میں اس لائق نہیں

ش۔ دوست یہ راز تو بتاؤ کہ تم نے انگریز کی تہذیب و تمدن کو کیسے چھوڑا۔ سینما و دیگر برائیوں سے کیسے نجات حاصل کی۔

ن۔ سب سے پہلی بات یہ کرو۔

اول۔ بیہودہ، لغو، بے دینوں کی سوسائٹی کو خیرباد کہو۔

دوم۔ نیک خصلت لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔

سوم۔ کسی ایسے بزرگ سے جسے قرآن و احادیث پر عبور ہو (ان دو نوروں کی روشنی میں خود چلے اور دوسروں کو تلقین کرے) کی صحبت اختیار کرو۔ ایک مفید تر بات کہہ دوں ایسے بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ پھر اس مربی کی عقیدت، ادب، اطاعت کو دل میں جگہ دو ان تین تاروں کے کنکشن سے برقی رَو آئے گی جو تمہارے دل کو روشن کر دے گی۔۔۔۔

برقی رَو (یعنی اللہ کے ذکر کے نور سے دل روشن ہوگا) پھر نیکی اور بدی میں تمیز کر سکو گے۔ نیکی سے رغبت اور بدی سے نفرت ہوگی۔ جب نیکی اختیار کرو گے۔ تو دوزخ سے بچ جاؤ گے۔ بہشت کا داخلہ نصیب ہوگا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) برائیوں اور بے حیائی سے روکنے والا تیر بہدف نسخہ نماز ہے۔ خود پابندی سے پڑھو۔ دوسروں کو اس کی تلقین کرو! خدا حافظ

بقیہ مال و دولت صفحہ ۵ سے آگے

اور اس واسطے کہ انہوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ مرد کو عورت پر فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت کا نگہبان اور سردار بنایا ہے۔ دوسری اس کی فضیلت کی یہ وجہ ہے مرد عورت کا خرچ۔ مہر۔ نان ونفقہ (وغیرہ) برداشت کرتا ہے۔

تدبیر منزل کا نظام اعلیٰ پیمانہ پر قائم رکھنے کے لئے خاوند اور بیوی میں ایک کا حاکم ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ مرد قوی ہے۔ بال بچوں کی پرورش کا بوجھ اس کے کندھوں پر ہے۔ اس لئے اسے حاکم بنایا گیا۔ مخدوم بنا کر اس پر خدمت کا بوجھ ڈالا گیا۔ حاکم کو سمجھا دیا۔ کہ ان کے ساتھ شفقت اور نرمی کا برتاؤ کرے۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ عورت پسلی کی طرح ہے۔ اگر تم اس کو سیدھا کرو گے۔ تو توڑ دو گے۔ اور ویسی ٹیڑھی کام میں لاؤ گے۔ تو کام لاسکو گے۔ (بخاری۔ کتاب النکاح)

پھر عورت کو گھر کی حاکمہ قرار دیا گیا اب اسے مرد کی ماتحتی میں رہ کر گھر کا نظام سنبھالنا ہوگا۔

حدیث:۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر شخص حاکم ہے۔ اور اس کی رعایا کی اس سے پرسش ہوگی۔ بادشاہ حاکم ہے مرد اپنے گھر والوں کا حاکم ہے۔ عورت اپنے شوہر کے مکان کی نگران کار اور اس کے بچوں کی حاکم ہے۔ خلاصہ یہ کہ تم میں سے ہر شخص ذمہ دار حاکم ہے۔ اور اس سے اس کی رعایا کی بابت پوچھا جائے گا۔

عورت کو اگر خاوند کوئی گناہ کا کام کرنے کا حکم دے تو اسے یہ حکم نہ ماننا چاہیئے خاوند حاکم کی حیثیت سے صرف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اختیار رکھتا ہے۔ نہ کہ ان کے برعکس۔

حدیث:۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک انصاری عورت نے اپنی لڑکی کی شادی کی۔ کچھ دنوں کے بعد لڑکی کے سر کے بال گر گئے۔ انصاری عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ اس کے شوہر نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ اس کے بالوں میں مصنوعی بال جوڑ دوں۔ فرمایا نہیں۔ اُن عورتوں پر لعنت کی گئی ہے۔ جو دوسری عورتوں کے بالوں میں مصنوعی بال جوڑتی ہیں (بخاری کتاب النکاح)

مرد کو خوش ہونا چاہیئے کہ اپنے اہل و عیال پر جو مال وہ خرچ کرتا ہے۔ وہ صدقہ میں شمار ہوتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ ثواب کی نیت سے خرچ کرے۔

حدیث:۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے جو کچھ تم صرف کرو گے۔ اس کا ثواب ملے گا۔ یہاں تک کہ اگر تم اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ دو گے تو اس کا بھی تم کو اجر ملے گا۔ (بخاری۔ کتاب الایمان)

(۶) رضا جوئی اللہ تعالیٰ

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

(البقرہ آیت ۲۶۵)

ترجمہ:۔ اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اور اپنے دلوں کو مضبوط کر کے خرچ کرتے ہیں۔ ایسی ہے جس طرح بلند زمین پر ایک باغ ہو۔ اس پر زور کا مینہ نہ برسا۔ تو شبنم ہی کافی ہے۔ اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب دیکھنے والا ہے۔

حاصل کلام

(۱) خیرات دیتے وقت محض اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔ اخلاص ہو۔ ریا و نمائش بالکل نہ ہو۔

(۲) مضبوط دل سے خیرات کرے۔ خرچ کرنے کے بعد دل فرحت اور خوشی محسوس کرے۔ کسی قسم کی تنگی کو دل میں جگہ نہ دے

(۳) جس طرح باغ کو بارش سے زیادہ اور شبنم سے کم فائدہ پہنچنے کی توقع ہے۔ اسی طرح کم یا زیادہ خیرات سے ایک مومن فیضیاب ہوتا رہے گا۔ باقی آئندہ

پرچہ بروقت نہ ملنے کی فوراً اطلاع دیں۔

بقیہ مسلمان خواتین صفحہ ۱۰ سے آگے

ہمارے خیال میں اس وقت عمل کے لئے اتنا ہی کافی ہو گا۔ آپ مطابق اس حدیث پاک کہ

الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر (کنوز ص ۱۶۳) کہ دُنیا مومن کے لئے ایک قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔

ایک کڑوا گھونٹ سمجھ کر ان حدیثوں پر عمل کر گذریں۔ اور صابروں میں اپنا شمار کرا کے خدا تعالےٰ کے وعدوں کے مطابق۔

اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ (سورۃ زمر) کہ صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا اور بمطابق اس حدیث کے کہ مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَھِیْدٍ۔ (مشکوٰۃ ص ۳۰)

یعنی جو اُمتی عام بے دینی کے زمانے میں حضور پاکؐ کی سنت پر عمل پیرا ہو گا۔ اس کو سو شہیدوں کا اجر ملے گا۔

آپ عمل کی ضرور کوشش کریں گی۔ اور اللہ پاک کے نیک بندوں میں اپنا نام شمار کرائیں گی

اس کے بعد اب ایک سوال کا جواب دے کر اس مضمون کو ختم کیا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ممکن ہے بعض عورتیں یا اسلام کی حقیقت سے ناواقف لوگ اس کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ شبہ پیش کریں۔ کہ اسلام میں عورتوں کے بارے میں بڑی تنگی ہے۔ اس کے لئے ہر جگہ ممانعت اور ہر چیز ناجائز ہی بنا دی گئی ہے۔ اور اس کے لئے ہر بات میں جہنم ہی جہنم کا حُکم سنایا جاتا ہے جنت کا حُکم تو بہت ہی کم اس کو سنایا جاتا ہے۔ آخر ایسا کیوں ہے۔

اس کے جواب کے لئے ایک تو علامہ اقبال کا یہ شعر کافی ہے ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

لہٰذا جب عمل پر ہی دار و مدار ہوا تو آپ خود ہی فیصلہ کر کے ایمانداری سے بتائیں کہ آج کی عورت جب کہ اپنے خاوند کی اطاعت سے نکل چکی ہے۔ اور جب کہ اس کی ساری زندگی کا انحصار بناؤ سنگار اور سیر و تفریح پر ہی رہ گیا ہے۔ تو پھر آج قوم کے اندر طلاق بازی، زناکاری، قتل، مقدمہ، فضول خرچی، بدنظری، بدنیتی، ہوس رانی عیاشی، رشوت خوری وغیرہ کی بیماریاں طوفان عام کی طرح کیا نہیں پھیل رہی ہیں۔ اگر آپ غور و فکر کر کے دیکھیں گے۔ تو جہاں اس کے اسباب اور بھی ہو سکتے ہیں۔ وہاں زیادہ تر سبب یہی ہماری خواتین کا بیجا طریقہ پر گھومنا پھرنا اور غیر مشروع طریقہ پر لباس اور سُرخی پوڈر کا استعمال کرنا ہی نظر آئے گا۔ ورنہ اگر اسلام ہی کو عورت سے بیر ہوتا۔ تو پھر فرعون مردود جیسے ظالم کی بیوی جنتی ہو کر جنت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بننے کا شرف کیسے حاصل کر سکتی تھی۔ اور اسی طرح حضرت مریم علیہا السلام دُنیا کی عورتوں پر فضیلت پا کر جنت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں نہ لائی جائیں۔ (مواہب الرحمٰن ص ۴۴ پارہ ۲۸)

غرضیکہ مطلب یہ ہے۔ کہ اگر عورت نے پارسائی کا حق ادا کیا ہے۔ تو اسلام نے اس کو مردوں سے زیادہ سراہا ہے۔ اور جب یہ بدکرداری پر آئی ہے۔ تو تنبیہ بھی سخت طریقہ پر کی ہے۔ کیونکہ ان کی بدکرداری کا انجام بھی زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ لہٰذا سخت تنبیہوں سے برہم نہ ہونا چاہیئے۔

دوسرے ایک بات یہ بھی ہے کہ چونکہ آج معاشرہ اتنا گندہ ہو چکا ہے کہ ہماری عقلیں اُلٹے کو سیدھا اور سیدھے کو الٹا اور اچھے کو بُرا اور بُرے کو اچھا سمجھنے لگ گئی ہیں۔ مثلاً داڑھی رکھنے کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ چال بازی سے باتیں کرنے کو سیاست اور ہنرمندی خیال کیا جاتا ہے۔ اور آج لین دین میں جھوٹے وعدوں کو کوئی عیب نہیں خیال کیا جاتا۔ تجارت میں جھوٹ بولنا کوئی عیب نہیں رہا۔ غرضیکہ آج اس قسم کی ہزاروں باتیں ہیں۔ کہ جو فی الحقیقت تو اچھی نہیں۔ لیکن عام رواج نے ان کے عیبوں کو چھپا دیا ہے۔ اس لئے وہ اچھی نظر آتی ہیں۔

اسی طرح

آج عورت کا مسئلہ بھی جو فی الحقیقت اتنا پیچیدہ نہیں تھا۔ لیکن چونکہ حالات یکسر بدل چکے ہیں۔ جس کی بنا پر ہماری عقلیں ان پیغمبرانہ اور معصومانہ باتوں کو جو اپنے اندر دینی اور دنیوی ہزاروں مصلحتوں کو ساتھ لئے ہوئے ہیں۔ تنگ نظری خیال کرنے لگی ہیں۔ ایسے لوگوں کو اس وقت ہوش آتا ہے۔ جب کہ یہ لوگ فطرت اور شریعت کے قانون کو توڑ دیتے ہیں۔ اور کچھ وقفہ کے بعد فطرت ان کو سزا دیتی ہے تو پکار اٹھتے ہیں کہ وہ باتیں صحیح تھیں۔ کاش کہ ہم اس پر عمل پیرا ہوتے۔

(وما علینا الا البلاغ)



از جناب امجد قادری چکوال

خطباتِ نبوی اور ماہِ مبارک

(۱)

حضرت سلمان فارسیؓ راوی ہیں۔ کہ شعبان کی آخری تاریخ کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے درج ذیل خطبہ دیا۔

"اے لوگو! ایک عظمت و برکت والا مہینہ تم پر سایہ فگن ہو رہا ہے۔ اس ماہ مبارک کی ایک شب (شب قدر) ہزار ماہ سے بہتر ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس ماہ کے روزے فرض کیے ہیں۔ اور اس کی راتوں کی نماز (تراویح) کو نفل عبادت قرار دیا ہے۔ جو شخص اس ماہِ مبارک میں رضائے خداوندی اور قرب حضوری کے پیشِ نظر کوئی غیر فرض (سنت یا نفل) عبادت ادا کرے گا تو اُسے فرضوں کے برابر ثواب ملے گا۔ اور فرض عبادتوں کا ثواب ستر فرض عبادتوں کے برابر ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے یہ ہمدردی و غمخواری کا مہینہ ہے۔ اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں ایمانداروں کے رزق میں زیادتی کر دی جاتی ہے۔ جس نے اس مہینہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا۔ اس کے لئے گناہوں کی مغفرت اور آتشِ دوزخ سے رہائی کا باعث بنے گا۔ اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا۔ اور یہ محض فضلِ خداوندی سے ہوگا۔ یوں نہیں کہ روزہ دار کے ثواب میں سے کچھ کاٹ کر اس افطار کرانیوالے کو ثواب دیا جائے۔

بعد ازاں فرمایا۔

"اللہ تعالےٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دیگا۔ جو دودھ کی تھوڑی سی لسی۔ چھوہارے کا ایک دانہ یا پانی کے ایک گھونٹ سے ہی کسی شخص کو روزہ افطار کرائے۔ سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔

"اس مہینہ کا ابتدائی حصہ باعثِ رحمت ہے۔ درمیانی حصّہ باعثِ مغفرت ہے۔ اور آخری حصہ نار جہنم سے رہائی کا سبب ہے۔ جو شخص اپنے غلام و خادم سے اس مہینہ میں کام ہلکا لے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کے گناہ بخش دینگے۔ اور اسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیں گے۔ پس تم رمضان کے مہینہ میں چار کام زیادہ کرو۔ خُدا کی وحدانیت کی شہادت دو۔ اُس سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرو۔ اُس سے جنت کا سوال کرو۔ اور اُس سے دوزخ سے پناہ مانگو۔ اور جو شخص کسی روزہ دار کو اس مہینہ میں پانی پلائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض (کوثر) سے ایسا سیراب فرمائیں گے کہ پھر جنت میں داخل ہونے تک اس کو پیاس نہ لگے گی۔ (صحیح ابن خزیمہ و بیہقی)

(۲)

حضرت عبادہؓ بن صامت راوی ہیں کہ ایک بار ماہ رمضان کی آمد پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ذیل ارشاد فرمایا۔

اے لوگو! ماہِ رمضان آ گیا۔ یہ بڑی برکت والا مہینہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اس میں اپنے خاص فضل و کرم کے ساتھ تمہاری جانب متوجّہ ہوتے ہیں اور اپنی خاص رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ خطائیں معاف کرتے ہیں۔ اور دعائیں قبول کرتے ہیں اور اس مہینہ میں طاعات و حسنات اور عبادات کی جانب تمہاری رغبت اور مسابقت پر نظر فرماتے ہیں اور مسرت و مفاخرت کے ساتھ فرشتوں کو دکھاتے ہیں۔ پس اے لوگو! ان مبارک دنوں میں اللہ تعالےٰ کو اپنی طرف سے نیکیاں ہی دکھلاؤ۔ بلاشبہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو رحمتوں کے اس مہینہ میں بھی اللہ عزّ و جل کی اس رحمت سے محروم رہے۔ (طبرانی)

(۳)

بروایت حضرت انس بن مالکؓ ایک بار رمضان کی آمد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"یہ مہینہ تمہارے سامنے آگیا۔ اس میں ایک ایسی رات ہے۔ جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ جو اس سے محروم رہ گیا وہ گویا ہر بھلائی سے محروم رہ گیا اور محروم القسمت کے سوا اس کی برکت سے کوئی بھی محروم نہیں رہتا۔ (ابن ماجہ)

"یہ رمضان کا مہینہ آ گیا ہے۔ اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ شیاطین گرفتار کر لیئے جاتے پھٹکار اُس شخص پر جس نے ماہ رمضان پایا۔ پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی جب رمضان میں مغفرت نہ ہوئی تو پھر کب ہوگی۔ (طبرانی)

(۴)

حضرت ابوہریرہؓ مروی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری اُمت کو رمضان میں پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں۔ جو ان سے پہلے کسی اُمت کو نہیں دی گئیں۔ اوّل روزہ دار کے مُنہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مُشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ دوم روزہ افطار کرنے تک مچھلیاں (اور بروایت فرشتے) اس کیلئے استغفار کرتی ہیں۔ سوم اللہ تعالےٰ رمضان میں ہر روز جنت آراستہ کراتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرے نیک بندے عنقریب مصیبت کی زندگی ختم کرکے تیرے اندر پہنچیں گے۔ چہارم۔ رمضان میں سخت مفسد شیاطین مقید کر دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس ماہِ مبارک میں ان کا وہ قابو نہیں چلتا جو دوسرے ایام میں چل جاتا ہے۔ پنجم۔ رمضان کی اخیر رات میں ان کی مغفرت کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ مزدور کو پوری مزدوری اس وقت دے دی جاتی ہے۔ جب وہ کام ختم کر دے۔ (احمد، بزار، بیہقی)

(۵)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "آدمی کے ہر اچھے اعمال کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے۔ مگر خداوند قدوس کا ارشاد ہے کہ روزہ اس قانونِ عام سے مستثنےٰ ہے اور وہ اس سے بھی بالاتر ہے۔ وہ بندہ کی طرف سے خاص میرے ہی لیئے ایک تحفہ ہے اور میں ہی اس کا بدلہ اور ثواب دوں گا۔ روزدار کے لئے دو مسرتیں خاص ہیں۔ ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے مالک و مولا کی بارگاہ میں حاضری اور شرف باریابی کے وقت۔ اور قسم ہے کہ روزہ دار کے مُنہ کی بو اللہ تعالےٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے اچھی ہے اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو چاہیئے کہ وہ بیہودہ اور فحش باتیں نہ بکے اور شور و شغب نہ کرے"

باقی صفحہ ۱۷ کالم ۱ کے نیچے۔

جناب مولانا محمد ابوالخیر صاحب مدرس حقانیہ مخدوم رشید ملتان 

بعض مسائل تراویح

رمضان شریف کا مہینہ جو مسلمانوں کیلئے تجارت آخرت کی ایک فصل ہے۔ اس رحمت کی منڈی میں کچھ دھوکہ باز چور سوداگر دکانیں کھول کر نادان گاہکوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ ان کے دھوکہ سے بچنے کے لئے یہ عاجز آپ کی خدمت میں چند مسائل پیش کرتا ہے۔

داڑھی چور اور داڑھی خور مولوی اور حافظ کی امامت

داڑھی چور وہ ہے جو داڑھی کو حد شرعیہ سے کم کرے اور داڑھی خور وہ ہے جو ساری داڑھی چٹ کر کے کھا جائے۔ جرم میں یہ دونوں برابر ہیں۔ اسلام میں داڑھی کی اہمیت اور عظمت کس قدر ہے۔ اس کا تفصیلی جواب تو علماء کرام کی کتابوں میں ملاحظہ فرمایئے۔ مختصر عاشقانہ جواب یہی ہے کہ یہ داڑھی اللہ تعالےٰ کو کچھ ایسی محبوب تھی کہ اس کے رہنے سہنے کا ٹھکانہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب چہرے کو بنایا۔ کیا اب ایسے قوی ثبوت کے بعد بھی داڑھی کی سند شریعت میں پوچھو گے؟ اس سنت مطہرہ کو اس دور میں اتنا پائمال کیا جا رہا ہے جس کی انتہا نہیں۔ عوام تو عوام۔ افسوس تو یہ ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ بھی اس مرض میں مبتلا ہے۔ بعض بہانہ ساز یوں بھی کہہ دیتے ہیں کہ عورتیں نہیں مانتیں۔ اسے بُرا سمجھتی ہیں۔ جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تو مرد کو عورتوں پر فوقیت و غلبہ بخشا ہے۔ مگر یہ تمہاری کمزوری کا نتیجہ ہے کہ آج تمہاری عورتوں نے غلبہ پا کر تمہاری داڑھیوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ ؎

آگے آگے دیکھیئے ہوتا ہے کیا

خدانخواستہ چند روز کے بعد عورتیں اتحاد کر کے مردوں کو یہ کہدیں کہ تمہاری ناک بھی ہمیں پسند نہیں ہے تو بتلاؤ پھر کیا کرو گے؟ ہمیں تو ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ تم ناک کٹوانے سے بھی گریز نہ کرو گے۔ جس نے سنت کو قربان کر دیا ہے تو ناک بے چاری کس گنتی میں ہے۔ اب خصوصی طور پر ان مولویوں اور حافظوں کی خدمت میں التماس ہے جو امامت کے عہدے پر سرفراز ہیں اور ان کی داڑھی حد شرعی سے کم ہے۔ مقام امامت بہت اونچا مقام ہے۔ اور داڑھی کترانا یا منڈانا اعلانیہ فسق ہے اور مذہب حنفیہ میں فاسق معلن کے پیچھے نماز واجب الاعادہ ہے۔ جیسا کہ کتب فقہ میں مصرح ہے۔ ہمارے دیار کے بریلوی اور دیوبندی متفقہ طور پر اس پر فتوے دے چکے ہیں۔ خدا کے واسطے یا تو تکلیف کر کے حد شرعی تک داڑھی بڑھالیں یا مہربانی سے دو قدم مصلے سے پیچھے ہٹ جائیں۔ سادہ لوح مسلمانوں کی نمازیں برباد نہ کریں۔ ملتان کے بریلوی اور دیوبندی و اہلحدیث علماء کرام کا متفقہ فیصلہ اس مسئلہ میں چھپا ہوا ہے۔ میں صرف مولانا سید احمد سعید صاحب کاظمی مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان کا فتوےٰ درج کرتا ہوں۔ تاکہ بریلوی حضرات کو اس کے انکار کی گنجائش نہ رہے۔

فتوائے داڑھی از حضرت کاظمی صاحب بریلوی

صورت مسئول عنہا میں حد شریعت سے کم داڑھی رکھنے والے حافظ کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اس لئے داڑھی منڈانے یا خلاف شرع کتروانے والا فاسق معلن ہے۔ اور فاسق معلن کا امام بنانا اور اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے واجب الاعادہ (پھر پڑھنا ضروری ہے۔)

دستخط۔ فقیر احمد سعید کاظمی غفرلہٗ مدرسہ انوار العلوم ملتان
۱۴ رمضان ۱۳۷۰ھ

نابالغ کی امامت

بعض جگہ رمضان شریف میں نابالغ حافظوں سے قرآن ختم کرانے کے لئے تراویح پڑھواتے ہیں۔ ان کے پیچھے تراویح نہیں ہوتی۔ کیونکہ نابالغ کی امامت احناف محققین کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مکلّف نہیں ہے۔ اس کی نماز بطور عادت ہے۔ بطور عبادت نہیں ہے (رسائل الارکان ص۱۲۹ صغیری از حاشیہ منتقی ص۲۰۹ طحطاوی ص۱۶۷)

مسئلہ اجرت تراویح

اس مسئلہ کے لئے تو ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ یہاں میں صرف آئمہ احناف کی عبارتوں کا خلاصہ درج کرتا ہوں۔ اس کی تحقیق یہ ہے کہ اصل مذہب میں مطلقاً عبادت پر اجرت لینا جائز نہیں۔ خواہ کوئی عبادت ہو۔ لیکن حضرات متاخرین نے ضرورت کی وجہ سے اس قاعدہ کلیہ سے چند چیزیں مستثنیٰ کی ہیں۔ اور یہ تصریح فرمائی ہے کہ یہ استثنا انہیں چیزوں میں ہے۔ باقی کسی عبادت پر مطلق اجرت جائز نہیں ہے۔ اور جن کو مستثنےٰ کیا ہے۔ ان کے بغیر فرائض اسلام میں تعطل لازم آجاتا ہے اور تراویح کی اجرت کو اس میں شامل نہیں کیا (یہ عبارت فتاوےٰ شامی ج۵ ص۳۵ کا خلاصہ ہے) اس کے آگے علامہ شامیؒ علامہ عینیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ اجرت پر قرآن پڑھنے والے کو روکا جائے۔ اس میں دینے اور لینے والے دونوں گنہگار ہوں گے جو لوگ اجرت دے کر ختم قرآن کرواتے ہیں اس میں پڑھوانے والا اس لئے پڑھواتا ہے۔ کہ اس کے ثواب سے فائدہ ہو اور پڑھنے والا اجرت کی نیت سے پڑھتا ہے تو اس نیت سے سبب پڑھنے والے کو ثواب حاصل نہ ہوگا۔ تو پڑھوانے والے کو خاک پہنچے گا۔ اس کے پیسے ضائع گئے اور اس کا ثواب ضائع ہوا۔ فتاوےٰ شامی ج۵ ص۵۳ اور حدیث شریف میں صاف ممانعت ہے۔ اقرءُ القرآن ولا تأکلوا بہٖ یعنی قرآن کو بطور عبادت کے پڑھو اور کمانے کا ذریعہ نہ بناؤ۔ امام بخاریؒ اپنی کتاب تاریخ کبیر میں سند صالح کے ساتھ حدیث شریف نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن مجید کو حصول دنیا کے مقصد سے پڑھے گا۔ اس پڑھنے والے پر قرآن کے ہر ہر حرف کے بدلے دس دس لعنتیں نازل ہوتی ہیں (اتقان للسیوطیؒ ج۱ ص۱۱۳) امام مروزیؒ م ۲۹۴ھ لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن ابی معقل صحابیؓ کو ایک مسجد میں تراویح کیلئے

بقیہ ص۱۶ پر

ص اگر کوئی دوسرا اسے گالی گلوچ دے یا جھگڑا کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں (بخاری و مسلم)

(۶)

حضرت ابوسعید خدریؓ راوی ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور ان کے حدود کو اچھی طرح پہچانا۔ تو رمضان کے یہ روزے اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جائیں گے۔ (صحیح ابن حبان سنن بیہقی)

مقرر کیا گیا۔ کسی نے کچھ درہم بھیج دیئے۔ آپ نے فرمایا۔ انا لا ناخذ علی کتاب اللہ اجرًا ہم اللہ کی کتاب پر اجرت نہیں لیتے۔ (قیام اللیل صــ۱۰۲) الامام مروزیؒ فرماتے ہیں۔ امام احمدؒ سے تراویح کی اجرت لینے والے امام کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپؒ نے فرمایا کہ جو ایسے شخص کے پیچھے پڑھیں میں اس سے پناہ چاہتا ہوں (قیام اللیل صــ۱۰۲) حضرت امام حسن بصریؒ سے پوچھا گیا جو اجرت لے کر تراویح پڑھاتا ہے۔ اس کے پیچھے نماز کیسی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ لیس لہ صلوٰۃ ولا لھم۔ نہ ایسے امام کی نماز ہوتی ہے۔ اور نہ مقتدیوں کی۔ امام ابنؒ مبارک فرماتے ہیں۔ تجب علیھم الاعادۃ۔ نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم آتا ہے۔ (قیام اللیل صــ۱۰۲) امام ابن حاجؒ اپنی کتاب (مدخل الشرع میں لکھتے ہیں۔ کہ امام اوزاعی ایسے امام کے بارے میں فرماتے ہیں۔ الصلوٰۃ خلفہ باطلۃ اس کے پیچھے نماز باطل ہے۔ (مدخل الشرع صــ۲۹۲ جلد ۳۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ باب فضائل رمضان میں لکھتے ہیں۔ یکرہ ان یستاجروا رجلاً یؤمھم اذا ستیجار الامام فاسد (ترجمہ) اجرت پر امام کھڑا کرنا اچھا نہیں ہے کیونکہ امام کو مزدوری پر کھڑا کرنا فاسد ہے۔ (ماثبت بالسنۃ صــ۲۲۷) اسی طرح فتاویٰ عالمگیری میں بھی درج ہے۔ ان مذکورہ بالا عبارتوں پر غور کریں کہ کہیں ہم اپنی تراویح برباد تو نہیں کر رہے۔ باقی رہا۔ یہ سوال کہ ہم پھر ایسے بے طمع حافظ کہاں سے لائیں۔ اس کے بارے میں فقہا نے تصریح کر دی ہے کہ ختم قرآن تراویح میں ایسا فعل ہے کہ اگر یہ ختم کسی باعث قوم پر ثقیل ہو تو اس کا ترک کرنا افضل ہے (فتاویٰ شامی صــ۴۷۹ ج ۱) تو جب ایسا حافظ نہ ملے۔ تو اَلَمْ تَرَ پر گذارہ کر لیں۔ ایسے ختم سے اس کا زیادہ ثواب ملے گا۔ بعض لوگ اس میں ایک پُرمکر حیلہ یہ بھی کرتے ہیں کہ حافظ صاحب کہتے ہیں۔ میں اللہ کے واسطے پڑھاتا ہوں۔ اور لوگ کہتے ہیں ہم اللہ کے واسطے پیسے دے رہے ہیں۔ اس میں ایک شیطانی دھوکہ ہے۔ آپ ایسے حافظ کو ماہ رمضان سے پہلے کہہ دیں کہ بھائی یہاں کچھ بھی نہیں ملے گا تمہاری مرضی۔ پھر دیکھیں حافظ صاحب وطن گھر چھوڑ کر آتے ہیں یا نہیں اور تم جب اللہ کے واسطے دیتے ہو۔ کبھی گیارہ مہینوں میں حافظ صاحب کو یاد فرمایا ہے کہ تمہیں تراویح پڑھانے کے بعد اللہ تعالےٰ کا واسطہ یاد آ گیا

ہے۔ ایک دوسرا مرض یہ ہے کہ بعض حافظ پیسے تو کچھ نہیں لیتے۔ لیکن دستاریں خوب حاصل کرتے ہیں۔ یہ دستار شریف بھی اجرت میں داخل ہے۔ غرضیکہ جو چیز بھی حاصل ہوگی اجرت میں شامل ہوگی۔ دینے لینے والے دونوں گناہگار ہوں گے اور اس ختم پر ایک بڑی معصیت کے مرتکب ہوں گے۔ اور تراویح کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔

ختمِ قرآن

امام ابن حاجؒ فرماتے ہیں۔ ولا یزاد فی لیلۃ الختم شی زائد علی مافعل فی اول الشھر لانہ لم یکن من فعل من مضی (مدخل الشرع صــ۳۰۲) یعنی ختم کی رات میں ماہ رمضان کی پہلی راتوں سے کوئی چیز زیادہ نہ کرے کہ یہ اسلاف سے منقول نہیں۔ کثرت روشنی اور دوسرے زخرفات جو مساجد میں ختم کی رات کئے جاتے ہیں سخت منع فرمایا ہے۔ شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ امام طرسوسیؒ نے ختم کی رات کو اجتماع کے لئے اہتمام کرنا اور منبر وغیرہ سجانے رنگانے اور عورتوں مردوں کے اختلاط سے منع فرمایا ہے (ماثبت بالسنۃ صــ۲۱۶) —— آئمہ کرامؒ نے فرمایا ہے کہ حافظ اپنی منزل کو ایسی طرح تقسیم کرے کہ ہر ایک رکعت برابر سرابر رہے۔ اور ان راتوں میں پورا ختم ہو جائے۔ جو حافظ ابتداءً ایک ایک رات میں کئی کئی سیپارے پڑھ دیتے ہیں اور نمازیوں کو تنگ کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض لوگ مسجد کو چھوڑ جاتے ہیں۔ بہت بُرا ہے۔ فقہا نے فرمایا ہے تکثیر قوم مقصود ہے۔ تنفیر قوم نہ ہو۔ امام ابن حاجؒ فرماتے ہیں۔ اس خرابی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آخری عشرہ رمضان میں عبادت کی اتنی ترغیب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں عبادت کے لئے اپنی چادر مبارک کس لیتے لیکن آج کل یہ حالت ہے کہ آخری عشرہ میں لوگ اَلَمْ تَرَ پر آ جاتے ہیں اور ختم کی رات کو مختصر سورتیں بڑے اچھے لہجے سے پڑھتے ہیں۔ ختم کے بعد مساجد کی رونق ہی ختم ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ آپ مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ دیکھئے کیسی کیسی برکات سے ان بدعات کی نحوست کی وجہ سے محروم ہو گئے —— ختم میں یا ویسے زور زور سے دعائیں مانگتے ہیں۔ امام مالکؒ نے اس کو تقلیص الیہود فرمایا ہے۔ تقلیص کا مطلب خود فرماتے ہیں۔ رافع الصوت بالدعاء یعنی اونچی آواز کے ساتھ دعا مانگنا۔ یہ ادب دعا کے خلاف

ہے (مدخل الشرع) —— بعض حافظ جو تراویح وغیرہ پڑھاتے ہیں۔ روزہ نہیں رکھتے اور بعض گیارہ مہینے نماز بھی نہیں پڑھتے صرف لالچ کے مارے رمضان شریف میں نماز پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ بعض سے معلوم ہوا ہے کہ طہارت وضو کا بھی اہتمام نہیں کرتے بعض حافظ اور سامع مل جاتے ہیں کہ ایک دوسرے کو غلطی نہیں بتلاتے۔ رکوع و سجود سنن واجبات کا اہتمام نہیں کرتے۔ بعض اتنا جلدی پڑھتے ہیں کہ الفاظ کا پتہ نہیں چلتا ایسی باتوں کا مہتمم مساجد پورا خیال رکھیں —— بعض حافظ بہت تیز پڑھتے ہیں اور رکوع و سجود پورا نہیں کرتے اور واجبات کا ترک کرتے ہیں کہ رکوع کے بعد کمر سیدھی نہیں کرتے۔ دو سجدوں کے درمیان اچھی طرح نہیں بیٹھتے۔ پوری تسبیح وغیرہ نہیں پڑھتے یہ سب نادرست ہے —— بعض لوگ پیچھے بیٹھے رہتے ہیں۔ جب امام رکوع میں جاتا ہے تو مل جاتے ہیں۔ ان کو علامہ شامی اور دوسرے فقہاء کرام نے منافقین کی مشابہت والا فرمایا ہے (درالمختار)

مختصر تسبیح تراویح

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ۝

بچوں کا صفحہ

جناب حاجی کمال الدین صاحب

فضائل رمضان المبارک

نمبر ۳

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ میری اُمت کو پانچ چیزیں خاص طور پر دی گئی ہیں۔ جو پہلی امتوں کو نہیں ملی ہیں خدا کرے ہمیں اور ہمارے بچوں کو ان نعمتوں کی قدر ہو۔ اور ان کے لیے جان توڑ کر کوشش کریں۔ روزے رکھ لینے سے انشاء اللہ تعالےٰ یہ سب نعمتیں حاصل ہو سکتی ہیں۔

اوّل یہ کہ روزہ دار کے مُنہ کی بدبو اللہ پاک کے نزدیک مُشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ یعنی آخرت میں اللہ تعالیٰ اس بدبو کا بدلہ خوشبو سے عطا فرمائیں گے جو مشک سے بھی زیادہ عمدہ ہوگی۔ قیامت میں جب قبروں سے اٹھیں گے تو یہ نشانی ہوگی کہ روزہ دار کے مُنہ سے ایک خوشبو آئے گی جو مُشک سے بھی بہتر ہوگی۔ روزہ اللہ پاک کی محبوب ترین عبادتوں میں سے ہے۔ اسی لئے ارشاد ہے کہ ہر نیک عمل کا بدلہ فرشتے دیتے ہیں۔ مگر روزہ کا بدلہ میں خود عطا کرتا ہوں۔ اس لئے کہ وہ خالص میرے لئے ہے۔ میں اپنی شان کے مطابق ہی بدلہ دوں گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ ساری عبادتوں کا دروازہ روزہ ہے۔ کیونکہ اس سے دل روشن ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ہر عبادت میں رغبت اور شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ مگر جبھی کہ روزے کو روزہ سمجھ کر رکھا جائے۔

دوسرے یہ کہ سحری سے لے کر افطاری تک دریاؤں کی مچھلیاں روزہ داروں کے لئے دُعائیں اور استغفار کرتی رہتی ہیں بعض روایات میں آیا ہے کہ فرشتے ان کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ صرف یہیں تک معاملہ ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ جنگلوں میں جانور اور بلوں میں چیونٹیاں تک روزہ داروں کے لئے دعائیں مانگتی ہیں۔ اب بھی انسان اگر محروم رہے تو اسکی بدقسمتی

تیسرے یہ کہ روزہ داروں کے لئے جنت کو ہر روز سجایا جاتا ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ سال کے شروع ہی سے رمضان شریف کے لئے جنت کو آراستہ کرنا شروع ہو جاتا ہے اور یہ مانی ہوئی بات ہے کہ جس کے آنے کا جس قدر اہتمام ہوتا ہے۔ اتنا ہی پہلے اس کا انتظام کیا جاتا ہے۔ چنانچہ بیاہ شادی کا انتظام مہینوں پہلے سے شروع ہو جاتا ہے۔

چوتھے یہ کہ رمضان شریف میں سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے گناہوں کا زور کم ہو جاتا ہے اس مبارک ماہ میں کیونکہ اللہ تعالےٰ کی رحمت برستی ہے۔ اور عبادت کی کثرت ہو جاتی ہے۔ شیطانوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ وہ خوب جلتے بھنتے اور کڑھتے ہیں کہ ہائے ہائے یہ ایسا کیوں ہوا۔ اگر ان کو رمضان شریف میں بھی کھُلی چھٹی دی جاتی تو بہکانے اور گناہ کرانے میں ایڑی چوٹی کا زور ختم کر دیتے اور گناہوں کی کثرت بہت زیادہ ہو جاتی مگر دیکھنے میں یہی آیا ہے کہ مجموعی طور پر گناہوں میں کمی ہو جاتی ہے۔ بہت سے شرابی شراب پینا چھوڑ دیتے ہیں بھنگی چرسی بھی رُک جاتے ہیں۔ ناچ اور گانے بجانے کی محفلیں ملتوی ہو جاتی ہیں اسی طرح اور بھی گناہوں میں کمی ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود گناہ ہوتے ضرور ہیں۔ وجہ اصل میں یہ ہے کہ سال بھر تک بندہ جن گناہوں کو کرتا رہتا ہے وہ اس کی طبیعت میں رچ جاتے ہیں اور عادی بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بغیر رمضان کے جن لوگوں سے زیادہ گناہ ہوتے ہیں۔ رمضان میں بھی ان ہی سے زیادہ ہوتے ہیں اور آدمی کا نفس چونکہ ساتھ رہتا ہے۔ اس لئے اس کا اثر ہوتا ہے۔ ایک بات اور بھی ہے حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جب آدمی کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک کالا نقطہ لگ جاتا ہے اگر وہ سچی توبہ کر لیتا ہے تو وہ دُھل جاتا ہے۔ ورنہ لگا رہتا ہے اور اگر دوسری مرتبہ گناہ کرتا ہے تو دوسرا نقطہ لگ جاتا ہے۔ اسی طرح گناہ کرتے کرتے اس کا تمام دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے۔ پھر نیکی یا خیر کی کوئی بھی بات اس کے دل تک نہیں پہنچتی۔ اسی کو اللہ پاک نے قرآن شریف میں كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ سے ارشاد فرمایا ہے کہ ان کے دل زنگ آلود ہو گئے۔ ایسی حالت میں وہ دل ان گناہوں کی طرف خود متوجہ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ ایک قسم کے گناہ کو بے تکلف کر لیتے ہیں۔ لیکن اسی جیسا جب کوئی دوسرا گناہ سامنے ہوتا ہے تو دل کو اس سے انکار ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر جو لوگ شراب پیتے ہیں۔ ان کو اگر سُور کھانے کو کہا جائے تو ان کی طبیعت کو نفرت ہوتی ہے۔ حالانکہ گناہ میں دونوں برابر ہیں۔ تو اسی طرح جبکہ غیر رمضان میں ان گناہوں کو کرتے رہتے ہیں تو دل ان کے ساتھ رنگے جاتے ہیں جس کی وجہ سے رمضان المبارک میں بھی ان کے سرزد ہونے کیلئے شیطانوں کی ضرورت نہیں رہتی۔

پانچویں یہ کہ رمضان المبارک کی آخری رات میں روزہ داروں کے لئے بخشش کی جاتی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یہ شب مغفرت شب قدر ہے؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا نہیں یہ تو یہ بات ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دی جاتی ہے

اللہ تعالےٰ شانہٗ مجھے اور سب مسلمان بچوں مردوں اور عورتوں کو ان پانچوں چیزوں کے حاصل کرنے کی توفیق بخشے آمین ثم آمین۔

تحفۂ رمضان مُفت

مدرسہ اشرفیہ سکھر کی طرف سے سابقہ روایات کے مطابق اس سال بھی تحفۂ رمضان دس ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا ہے جو مُفت تقسیم ہو رہا ہے۔ اس رسالہ میں روزہ اعتکاف تشبیہ شب قدر صدقہ فطر اور نماز عید کے احکام تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں نئی اشاعت میں کچھ ضروری اضافے بھی کئے گئے ہیں۔ خواہشمند حضرات طلب فرما سکتے ہیں البتہ ایک سے زائد نسخوں کیلئے فی نسخہ ایک آنہ کا ٹکٹ ارسال فرما دیں۔

محمد احمد تھانوی ناظم مدرسہ اشرفیہ سکھر

ایڈیٹر
عبد المنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ محکمہ جیل مغربی پاکستان

۶۰۴۷
رجسٹرڈ ایل

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹ ۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء
(۲) پشاور " " " T.B.C ۲۴۸۱/۲۷۳ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔